حلیہ کتاب اسرار غفلت اور وجہ تواتر دوبارہ چھاپنے کی از طبع

اولاً اس کتاب اسرار غفلت کو واسطے انتباہ اور بیدار کرنے خفتگان عالم غفلت کے سنہ ۱۸۹۰ عیسوی میں چھاپا گیا تھا
جو ایسے مضمون کی تمام بنی آدم بندگان خدا کو روز ازل سے جویا اور آرزومند و محتاج الیہ تھا لہذا صد ہا نسخہ
مطبوعہ اس کتاب کے فوراً مطبع سے نکلتے ہوئے اکثر زمین میں دست بدست بک گئے اس سبب سے جو اکثر بندگان خدا کو
اسکے مضامین سے آگاہی ہوئی پھر کوئی ایسا نوع بشر ہے جسکو ایسے مضامین کی جویائی اور خواہش اور تمنا بدل و جان نہ ہو
سو وہ دل نہیں کہ جسکو غم و لشان نہیں ہو وہ آدمی نہیں جسے عشق تباں نہیں لہذا اتمام بندگان خدا کا ہجوم اور
تقاضا تحریراً اور تقریراً بتمنا طلب اس کتاب کے حد و نہایت سے زیادہ گذرا خصوصاً صاحبدلان بامعنی کی تمنا اور
طلب باصرار تمام سبب طبع مکرر کی زیادہ تر ہوئی اس نظر سے اہل مطبع کو طبع کرنا ضروری ہوئی کہ وہ یکبار اسرار دل پر جان
دکر ہم ہو اسی آہ کی ہمت مردانہ دکر ہم ہو پس اس کتاب غیبی کا مضمون یہ ہے کہ سب احوال عالم غیب کا یعنی عالم شہادات میں
آنکھوں سے دکھا دیا بعد خالی کرنے اس قالب عنصری کی جسکا نام موت رکھا ہے جو کچھ کہ اس روح انسانی پر گذرنا ہے وہ
اسی زندگی دنیا میں بچشم ظاہر دکھا دیا کہ اسی استدراک حال کی سب بندگان خدا کو ضرورت تھی پس اسکی صورت بحث یہ ہے
سمجھنا چاہیے کہ ہر فرد بشر کے دو روحیں ہیں ایک روح حیوانی کہ تدبیر بدن کی ہے اسکا نام اصطلاح اطبا میں طبیعت ہے
پس اصلاح اور تدبیر بدن کی غذا کا ہضم کرنا اور سب تمام اعضائے بدن کو پہنچانا اور فضلات کو دفع کرنا
اور مرض کو دفع کرنا اور حفظ اور بقا اس قالب عنصری کی اسی روح حیوانی سے تعلق ہے اور یہ روح حیوانی بحرکت
ذی روح متحرک بالارادہ کہو اسلئے مسلسلہ ہے پس یہ روح بحکم روح الارواح تدبیر بدن سے ہاتھ کھینچ لیتی ہے اسکا نام موت ہے
پس اس روح حیوانی کی بقا اسی جسم خاکی تک ہے دوسری روح انسانی ہے کہ عقل و فہم و فراست ادراک و شعور
اور ذہن و حافظہ اور بصیرت اور سمع اور بصر اور سب حواس خمسہ اسی روح انسانی سے تعلق رکھتی ہیں اور اسکو فنا نہیں
کہ ازلی اور ابدی ہے اسکو کچھ تدبیر بدن سے تعلق نہیں اور اسکے نہ ہونے سے زندگی اور بقا قالب عنصری میں کچھ فرق
نہیں آتا جیسا کہ کسی آدمی کی عقل و فہم و فراست ادراک و شعور ذہن و حافظہ سمع و بصر کچھ نہ رہے مگر زندہ رہ سکتا ہے

جیسے کہ سب حیوانات اور بہایم متحرک بالارادہ زندہ ہین اسکی نظیر حالت خواب مین ہر شخص انکہون سے دیکھ سکتا ہے
کہ ایک شخص با آرام تمام خوش وخرم لکہنئو مین لیٹا سوتا ہے اور روح حیوانی طبعیت مدبرہ بدن بخوبی تمام ہضم طعام
اور تدبیر بدن کررہی ہے اور سب حواس خمسہ اور عقل و فہم و فراست و ادراک مع اسکے ہمراہ روح انسانی کے طرح طرح کے
خوابہای دراز اور سیر مین ہفت اقلیم کی کررہی ہے اور اس روح حیوانی مدبرہ بدن سے جدا ہے پس ایسی روح انسانی
ازلی اور ابدی ہے اسکو فنا نہین ہے سب حواس خمسہ اور عقل و فہم و ادراک اسی روح انسانی سے متعلق و ہمراہ ہے
اور بعد جدا ہونے قالب عنصری کے جسکا نام موت ہے اسکو فنا نہین ہے سب حواس خمسہ اور عقل و شعور و فہم و ادراک اسکے ساتھ ہے
ہر وقت موجود ہے جیسے خواب مین روح حیوانی سے جدا ہے اور سب حواس خمسہ اسکے ہمراہ ہین ہر طرح کی خواب مین دیکھتی ہے
اور بعد بیداری کے وہ سب خواب مین یاد ہین پس ان دو روحون کے سوا ایک لطیفہ روح رحمانی کا خاص اسکے
ذات انسان کی جدا ہے کہ نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ مخصوص اسواسطے حضرت ابو البشر کی انسان
اسی روح سے ہے اور یہی روح مسجود ملایک ہے کہ وہ گرنہ بودی ذات حق اندر وجود آب و گل کی ملک کے
سجود وہ اسکی شرح دراز ہے کتاب معرفت الروح مین بقدر حصہ مولف مرقوم ہے اسی روح سے جو ہر فرد بشر کو
نصیبہ عنایت ہوا اوسکی یہہ خبر ہے کہ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ الی آخرہ جزو ۲۱ سورہ
سجدہ رکوع ۱۴ پس اس روح رحمانی سے ہر فرد بشر کو نصیبہ برابر نہین بلکہ بقدر حال ہے کہ اللہ فرماتا ہے یُلْقِی الرُّوْحَ
مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ الی آخرہ جزو ۲۴ رکوع ۶ پس روح انسانی جسکو
فنا نہین ہے سب عقل و شعور اور حواس خمسہ اسکے ہمراہ ہین اوسیکے واسطے سب ثواب و عذاب و حساب و بہشت و
دوزخ اور بہشت وعدہ اور وعید ہے پس اسکا حال بعد جدا ہونے قالب عنصری کے کم کسی نے لکہا ہے اور جو لکہا ہے اس اغلاق
کے ساتھہ عبارات عربی مین لکہا ہے کہ فہم و ادراک اوسکا ہر فرد بشر کم استعداد کو دشوار ہے اور اس کتاب اسرار غفلت
مین اس طرح سے بیان کیا ہے کہ بے تکلف ہر فرد بشر کی سمجھ مین آسکتا ہے بلکہ انکو لینے دکہا دیا ہے
کہ لطف اسکا ملاحظہ کتاب سے تعلق رکہتا ہے اس سبب سے یہہ کتاب مقبول دلہا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ كَذَا

بسم الله الرحمن الرحیم

سُبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

خدا را انتظار حمد ما نیست
محمد حامد حمد خدا بس
محمد از تو می‌خواهم خدا را
سخن از حاجت افزون تر فضولیست
طپیدن داری از دل می‌نگارم
دگر از هر چه گویم اتفاقیست

محمد چشم بر راه ثنا نیست
ثنا جائی اگر باید بیان کرد
الهی از تو حب مصطفی را
ز تحریرم غرض عرض هنر نیست
اصول از قصص بیدل می‌نگارم
خیال لن ترانی هم ندارم

خدا مدح آفرین مصطفی بس
به بیتی هم قناعت می‌توان کرد
وگر لب وا کنم ظهر فضولیست
دماغ غیر را زین بو خبر نیست
همین خجلت گر سیم در بزم ساقیست
دماغ قصه خوانی هم ندارم

آمدیم بر جان سخن خود ظاهر و تمام عالم و عالمیان را برین اتفاق است که اینهمه عالم شهادت که عبارت از عالم ناسوت است با همه مشاهدات چشم ظاهر همه عالم خواب است و اینهمه رویت معاینه رای العین چون رویا خوابیاست همین که چشم کشاد هیچ نبود و مقابله این عالم غیب است آنهمه عالم بیداریست همین که چشم بند شد ازین عالم خواب هیچ نبود پس هر چند ارباب معنی را برین اتفاق

عقیدهٔ راسخ است الا صورتهای غفلت این عالم خواب و بیداری و هوشیاریهای العالم غیب
نیز عقیدهٔ قلبی صاحبدلان بچشم بصیرت کشف نموده اند هر که دانست و دید از دل نجاست نشست
وانچه گاهی در عالم بیخودی از زبان کسی بلا اراده بر آید چون کسی نفهمید شطحیات قرار داده شد
که مفهوم قم باذنی و انا الحق از همین مقام خبر میدهد که بسبب خلاف شریعت ظاهر در عالم شهادت
نوبت بقتل و انسلاخ رسید چون قادر علی الاطلاق کاتب قدرت هر شی را بر وقت خاص ثبت
کرده است که کل امر مرهون باوقاتها از ینجاست که ظهور در اعلان و نشانه های این همه اسرار غفلت
این عالم شهادت و هوشیاریهای العالم غیب درین زمانه بمیمن امداد جناب مستطاب معلی الالقاب
کاشف غوامض اسرار الهی مورد فیوض نامتناهی واقف رموز عالم معنی در عالم صورت رئیس اعظم
ملکت ریاست جناب مستر عالیجاه ایالت پنجاب صاحب بهادر باسمه دام اقباله و جلاله مقدر و موقت بود که لا
یجلیها لوقتها الا هو که در حقیقت که بحسب اتفاق بطریق سیر و سیاحت جناب منشی میان اوضاع صاحب
سیاح زیرک و مصاحب مقرب خاص الخاص را گذر بدیار لکهنو افتاد این رساله بملاحظه شان
در آمد و بپای جناب ایشان بحکم فیض عام چنین خبر محض بنا بر انتباه خفته دلان عالم غفلت این رساله را
از ناطقه بجامه و از خامه برنگ مطبع چون نقش کالحجر انطباع می پذیرد انه لقول فصل و ما هو بالهزل

بسم الله الرحمن الرحیم

سبحان الله چه کردگاری حکیمی و قادری که بنای این کارخانهٔ عالم ناسوت را بغفلت نهاد و ثبات و
بقای این عالم نیز بغفلت است پس انچه صورتهای غفلت درین عالم و اسرار غفلت و حکمتها و مصلحتهای
الهی در ضمن غفلت بر خاطر ظهیر بالگرامی وارد شد آنرا بر خاطر هوشیاران بیدار دل حالی میکنند
بلکه برای العین بچشم ظاهر معاینه می آرد و اندکی گوش دل و چشم بصیرت درکار از ینجاست که نام

این رساله اسرار غفلت اسم با مسمی اولی تر نمود پیداست در هر کاری که اندک هم غفلت آدمی باید
برهم میخورد بخلاف کارهای این عالم غفلت که از هوشیاری برهم میخورند تا اینکه هوشیاران بیدار دل هم
برعایت حفظ و بقای این عالم غفلت با همه هوشیاریها ناگزیر بغفلت بسر برده اند که گفته اند ع کار جهان
که نظامش بغفلت است * هشیار زیستن نه بآیین حکمت است * و هر که در ابتدای حال اندکی هم هشیاری
بکار برد و هر گاه چیزی فهمید تنها ذات خود را از صحبت و معاشرت غافلان عالم بکوه و بیابان بدر برد
تا مثل افلاطون و لقمان حکیم و دیگر حکمای الهی یا مثل حضرت اویس قرنی و بهلول دانا
تنها گامی خود را ازین موج بسلامت برد و اگر درین کوچه های غفلت افتاد تا مثل منصور و سرمد و
حلاج و شمس تبریز خود را و هم غافلان این عالم غفلت را مبتلا کرد چنانچه از حکایات ایشان خود ظاهر است
اکنون سخن درین باقی ماند که اول صورتهای غفلت این عالم غفلت بدیدهٔ ظاهر معاینه کنانیده شود بعده
هزارگونه حکمتها و مصلحتها و خوبیها که درین پردهٔ غفلت مستتر اند ملاحظه کردنی است که بر دلها کار
میکنند ع غفلت بجهان اگر نمی بود * از عمر دمی بسر نمی شد * پس اول صورتهای کمال غفلت
ملاحظه کرده شود که سخن امروز فردا یاد نمی ماند اکثر اراده ها میکنند که فردا این کار ضرور خواهم کرد
باز چون فردا آمد فراموش میکنیم و هر چند فکر و غور میکنیم که دیروز کدام کار را برای فردا گذاشته بودیم
هرگز باراده خود و قصد خود بیاد نمی آید و بر وقت دیگر بلا اراده یاد می آید یا اینکه شعری که خود گفته ایم
و خوب یاد داریم یا نام کسی از احباب که بواقعی میشناسیم و یاد داریم مگر بعض اوقات هر چند فکر و غور میکنیم
آن شعر و نام در دل است مگر باراده خود بیاد نمی آید که بزبان آریم و بر وقت دیگر خود بخود بلا اراده بیاد
می آید حتی که اوراد و وظایف که هر روز بلا ناغه ورد زبان بوده اند بعض اوقات چنان ذهول در آن
میشود که بدون دیدن کتاب هرگز یاد نمی آید یا اینکه بعض حفاظ کامل مستحضر را در عین سورهٔ فاتحه چنان
ذهول واقع شده است که اگر لقمهٔ مقتدی نرسد نماز فاسد شود پس از چون ذهول نستی که

اسیر غفلت

کہ ان غفلت ثابت است دوم مشاہدہ می آید کہ ہمہ حرکات و سکون تمام اعضا باختیار
و ارادۂ دل است کہ فرمانفرمای اقالیم بدن ہمین حضرت دل را نوشتہ اند مگر حضرت دل
باختیار خود نبودہ اند و بقصد و اختیار خود کاری نتوانند کرد بلکہ باختیار دیگری بودہ اند کہ
مقلب القلوب شان اوست مفہوم معنی وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ کنایہ از ہمین مقام است کہ پیغمبر ما
قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ زیرا کہ اگر دل باختیار خود بودی
تا ہر وقت و ہر حال امر فراموش شدہ را بارادہ و قصد خود یاد میتوانست کرد چنانکہ از دیگر اعضا
بارادہ و اختیار خود بی تکلف کارہا میگیرد وَإِذْ لَيْسَ فَلَيْسَ علیہذا در مقام سہو و فراموشی
کار کردۂ خود را یاد نتواند کرد ہمچنان بقصد خود آنچہ یاد دارد فراموش نتواند کرد و نیز نتواند کہ خیالی
و تصوری کہ بر دل وارد شدہ است یا میشود آنرا بارادۂ خود در دل آمدن ندہد از ینجاست کہ گاہی
در حالت و وقت خود چنین مضمون بر دل وارد شد کہ نظر بر مضمون است نہ بر شاعری قافیہ پیمائی
ع این خانۂ دل جای تو باشد بیقین ٭ کن خانۂ خود صاف و در خانہ گزین ٭ کی خانہ تواند کہ
کند خود را صاف ٭ معذور بود خانۂ بیچارہ درین ٭ آرایش خانہ است در دست مکین ٭
لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي است مصداق برین ٭ و از ہمین جا است کہ بمقام مناجات در حال
بی اختیاری دل بی اختیار از دل بر آمد کہ بی اختیاری دل ازین پیداست ع از زبان
گفتن فقط کافی نیست گر ذکر خدا ٭ طوطی گویا ہزاران درجہ نیکو تر زما ٭ کار تکلف نیست
لیکن من متکلف بودہ ام ٭ گرچہ او من ہم شدم پس بی تکلف شد مرا ٭ در شمول دل ہم اندر شد فقط
واجب اندرین ٭ حکم قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي بود بر انبیا ٭ چونکہ حال انبیا باشد چنان با نفس خود پس
درین صورت کجا من دل کجا ذکرش کجا ٭ ہاں مگر آنکس کہ دل در اختیارش بودہ است ٭ خود وہبہ توفیق
خود ساز داد انجمد خیرا ٭ ای کہ نفس سرکشم در اختیار بودہ است ٭ با تو میگویم شنیدی ای سمیع و بصیر

نیست بر دل اختیارم هیچ و نفسی فی یدیک   خود بسوی خود بگردان خود بکن خویش عطا
گرچه بر اعضا بود فی الجمله دل را اختیار ٭ لیک بر دل اختیاری نیست اصلا مطلقا ٭ در قیام
در قعود و در رکوع و در سجود ٭ دل کند تحریک اعضا لیک وی دل کجا ٭ پس بحکم جاهدوا فینا
بقدر اختیار ٭ دل ز اعضا کار میگیر و تو دل را ره نما ٭ اینکه مقام دیگر شرح طلب است از کی
ازین وادی در کتاب بصیر الایمان بمقام معرفة الروح و معرفة النفس بقدر همه خود آنجا مبین
سینه نامه بر آورده اند فلینظر ثمه اینجا که سخن از غفلت میرود پس بشعور ما غفلت ولی از بیان
دل که مذکور شد بامتحان و مشاهده هر نفس بشر بوده است حاجت بزیاده شرح و بیان ندارد که
عیانست از نیم بالا باید دید که خلقت ارواح بالاتفاق الست کم کان الارواح جنود
مجندة مگر هیچ نفس بشر را هیچگونه از حال خود یاد و خیال نبوده است که قبل از آمدن بقالب
انسانی در کدام عالم بودند و چه حال داشتند و چگونه میگذرانیدند همین قدر شنیده اند که قبل از گشت
بشری در عالم دیگر بوده ام بهمین قدر مسیحی سخنها میشنید کس ع ما شنیدیم کوی دلداریم ٭ الخ
اینکه محض حال سموعی است اگر حال بودی زبان قال نیز شدی ع کان را که خبر شد
خبرش باز نیامد ٭ درین عالم غفلت از حکایات و معاملات و طرق شوارع آن کوی دلدار
کمتر یاد دارند که چگونه دران کوی دلدار بسر می بردند و چه رنگ و چه صورت و چه نقشه آن کوی
دلدار بود بسکه کسی را درین بزم ساغر دهند ٭ که دارو بیهوشیش در دهند ٭ اگر رهرو
کاین ره طی کنی ٭ نخست اسپ باز آمدن پی کنی ٭ همچو با خبر اگر بیخبر داری و هوشیار
هم درین قالب انسانی زنده نشستند تا اگر کوه و بیابان خود را برند دانی عنا خود را الست
بر دو اگر درین ارباب غفلت اند با خود را و همه کارها هی عالم غفلت و آداب شریعت اینهم
بدیوانگی تعلم شد چنانکه بالا مذکور شد این مرتبه هوشیاری بس بلند افتاده است همین قیل

[illegible] دوستان ؛ که سعدی خبر داد در بوستان ؛ گدایان که از پادشاهی نفور
؛ بامیدش اندر گدائی صبور ؛ الست از ازل همچنانشان بگوش ؛ بفریاد قالوا بلی
در خروش ؛ پس هر که درین عالم غفلت از آن عالم الست حرفی بیاد دارد حالش اینست
که اگر نه هم ماند درین عالم نماند چه دنیا چه عقبی چه حور و قصور ؛ سعدی [illegible]
مگر شیخ نقوده این یادداشت ازلی که درین عالم غفلت باختیار خود نبوده است
ع حیف آید اسعای نیست ؛ آنکه مقام بلند است درین عالم غفلت هیچ خبر نیست بر
از زمانه ایام ولادت و رضاعت و شکم مادر هیچ خبر و یاد نیست که چه حال داشته با خبر
است همه ؛ پس اینهمه اگر از غفلت نیست چیست فانتبهوا ایها الغافلون و غفلت
که از غفلت خود خبر نداریم و با این غفلتهای صریح خود را هوشیار میدانیم از نیهم بالاتر غفلت
ملاحظه کردنی است که از ابتدای عالم و آدم تا ایندم آنچه انبیای رهنما و وحی بر حق و کتب
هدایت آسمانی نازل شده اند همه برای انتباه و هدایت غافلان عالم بوده اند مصداق
غفلت و گمراهی چنان شده و چنان اند که قتلهم الانبیاء بغیر حق وارد است یعنی از غایت
غفلت انبیا را هم قتل ناحق کردند همچو غفلت عوام کالانعام را اعتبار نیست که ختم الله علی
قلوبهم را مصداق اند غفلت خواص ملاحظه کردنی است که یکی از انبیا علیهم السلام در اوقات
خاصه خود از خدا وعده گرفته بود که چند روز قبل مرگ مرا از قرب زمانه موت آگاهی بخشی تا از ادای
حقوق عباد و وصایا ضروری لواحق خود را فارغ کرده مستعد و آماده مرگ باشم که وتواصوا بالحق
وتواصوا بالصبر آمده است هرگاه بهنگام اجل موقت قابض الارواح بر سرش رسید از نظر
عذر بیان آمد که با وعده چنان بود وقتیکه ملک الموت همچو عذر و وعده به پیشگاه رب العزة واشنود
بجواب ارشاد شد که از بنده ما بگو که وعده با تو همین بود که پیشتر از مرگ ترا از قرب زمانه

موت آگاه و خبردار گردانیم مگر بنظر کمال غفلت تو هر روز هر دم و هر وقت بلکه هر ساعت ترا با این
تاکیدات و انتباه تو بیدار آگاه میکردیم تا هم از نهایت غفلت و بیخبری ها هنوز آگاه نشدی عرض
کردکی و کجا و چگونه مرا آگاه کردی بنده ارشد که اول جوان و توانا و قوی بودی تا آنکه پیری رسید
موی بدن که سیاه بود سفید شد سلک دندان تمام فرو ریخت روز بروز ضعف را قوت
و قوت را ضعف پدید آمد پشت راست خم شد طاقت رفتار و گفتار نماند آن دل و حوصله و
اراده و طبیعت نماند و سمع و بصر ضعیف قوی تر شد پوست از گوشت جدا شده شکن در شکن و
اشتها باقی نماند اینها همه مگر اخبار مرگ علامات مرگ نبودند هنوز همچنان غافلی فاسمع و انتبه
که همین معامله با هر فرد بشر علی العموم در هر حال ظاهر و نمایان است محتاج بیان نبوده است
با اینهمه انتباهات نمایان مرتبه کمال غفلت را ملاحظه کردنی است که چه طول عمل و طول امل ها
که حسب حال خود و حالت خوبی اختیار از دل بر آمد که سال طفلی بهزل و بازی و ترک و ب گذشت
عهد شباب در همه عیش و طرب گذشت به موی سیه سفید شد و غافلی هنوز چه بیدار شو که صبح پیدا ست
شب گذشت چکسی در خانه یا سرا فرود می آید اگر سگ را و استر او در دلش شبه انداخته گفته شود
که در خانه بیم و دزدان و اکنه ندانست تمام شب خوابش نمی آید و تا امکان همانوقت آنخانه و سرای بیحاصل را
میگذارد بخلاف این سرای فانی که خانه بر آب است فنای خود و خرابی و ویرانی این خانه و سرا
چه قدر بیقین میدانند و می بینند بارها بدولت همین غفلت این غفلت آباد و است بس
خود ظاهر و صریح است که اگر اینهمه پرده های غفلت حجاب نبودی چگونه این خانه بر آب چنین
سرای فانی آبادی توانست ماند هر کس را در هر حال چهار فنا در پیش بلکه تمام است
و انتباها که با همچنان غافل یکی فنای این عالم فانی یقینی دوم هنوز این عالم فانی هم
سهمیت گذرانی با قیست که فنا و مرگ خود بر آن تقدیم دارد سوم خود هم بالفعل زنده و این

عالم فانی هم هنوز فنا نپذیرفته مگر از کسر و انکسار و انقلاب زمانه روبروی چشم و زندگی خود تمام
جاه و حشم و دولت عارضی و دنیوی زوال می پذیرد و در زندگی خود مال و دولت خود بدست دیگران
می بینند و باز انتباه نمی پذیرند که عبرت گاه انقلاب لکهنو یکی از نمونه آنست چنانچه هر که
مالی و طول املی دارد قطع نظر از دشمنان بیرونی و آفات بالائی همه ورثا و خویش و اقربا بطمع
ترکه دشمن جان و خواهان مرگ او بینید هر کس قریب تر بعداوت قریب تر و دست دعا بجز
بخشش وراثت است با وجود خوف همچو دشمنان خانگی که جان و مال هر دم در معرض خطر است
مرتبه غفلت اینقدر غالب است که خدا تعالی میفرماید ایحسب الانسان ان ماله اخلده
پس اینهمه شان غفلت است که با اینهمه انتباهات بدیهی و نصوص قرآنی تنبیهی نمی پذیرد ازکی
این شان بخیل و دنی است که تنگی نان و نفقه بر اهل و عیال هم دارد و خود هم نخورد و از همه
و نفقات و صدقات و زکوة دست کشیده هزار دنانیر جمع کرده تمام اهل و عیال واجب النفقه را
هم دشمن جان منتظر مرگ خود داشته بصد حسرت از دنیا میرود که مفهوم معنی این کلام سوره کریمه
حسب حال همچو غافلان بخیل است ویل لکل همزة لمزة الذی جمع مالا و عدده
از ارباب دولت و مال عکس اینست یعنی صاحب جود و کرم با ثبات نزدیک تدبیر و راست اوست
غفلت نیست بلکه در کمال هوشیاری است پس در چنین عالم غفلت با این هوشیاری زیستن چیز
آسانی نیست پس این یکصورت هوشیاری درین عالم غفلت مخصوص برای اسخیا و حاکمان
عادل است نظیر همچو هوشیاران عالم غفلت جمیع اسخیای والاهمت عموما و ذوات ذوالصفات
ذوی الجود و کرم جناب مستغنی الالقاب عالیجاه میر غلام باباخان صاحب بهادر رئیس اعظم سورت
بالقابه و خطابه خصوصا بوده است که محتاج بیان نیست ع آفتاب چه حاجت ستودن ضیا
که مشک خود ببوید بوی خوش نه ملک عطار ۞ بفرق عالمیان ظل او چو ظل هما ۞ بود که ظل خدا

هست از ظلمات * و صورت ثانی همان است که بالا مذکور شد درین مقام هر گاه انتباه
شد و هوشیار گردید ازین عالم غفلت کناره گزید مثل لقمان حکیم که با همه درازی عمر که
هزار ساله میگویند درین سرای فانی چنان بسا خرابه بسر برد که گفته اند ـــ داشت لقمان
یکی کریچه تنگ * چون گلوگاه نای و سینه چنگ * بوالفضولی سوال کرد ازوی *
کاین چه جاییست یک و دست و سه پی * با دل دردناک گریان پیر گفت هذا
لمن یموت کثیر * ازینجا توان دانست که اگر بنای [illegible] عالم [illegible] غفلت [illegible] شد [illegible]
و هر کس مثل لقمان هوشیار زیستی باری این کارخانه عالم غفلت که محض بیهودست
غفلت آباد و جاییست کی و چگونه قایم ماندی و عجایب صنایع و بدایع قدرتهای
الهی چگونه ظاهر شدی هر کس از غایت هوشیاری مثل [illegible]
و [illegible] بیکاری منتظر مرگ نشستی [illegible]
اوست محض بیکار بیهوده همه کارخانه این عالم [illegible] توان انست
که اگر غفلت درین عالم نبودی * بقای این جهان [illegible]
غفلات خود ببینی و نمایانست که حاجت به بیان ندارد پس این همه عالم غفلت را عالم خواب
توان انست که در حالت خفتن غفلت لابدیست و بصورت صحیح تر است که انچه درین عالم
ظاهر ظاهر می بینند بعینه چنانست که خواب می بینند و خود ظاهر که در عالم خواب چها چها عجایب
بنظر می آیند همین که چشم کشاد هیچ نبود همچنان این خوابهای عالم غفلت که می بینیم
که چشم پوشند هیچ نیست چنانکه بیداری این عالم غفلت از چشم کشادن است همچنان بیداری
عالم هوشیاری از چشم بند شدن است که بجای خود گفته شده ـــ بخواب غفلت و باز
بسر بردم همه عمر * چو چشم بند شود آن زمان شوم بیدار * بجز تغابن حسرت دگر چه خواهم کرد

دران زمان که رحمت شفا یکباره الاہم تعبیرات خوابهای اینعالم غفلت بهنگام
چشم کشادن بخواهند دید همچنان تعبیرات این عالم خواب بعد چشم بند شدن در انعالم می یابند که
ثواب و عذاب نام انست و آنکه خوابهای اینعالم اکثر پریشان میباشند که هیچ تعبیر ندارند
بلکه بعد بیداری بخوبی یاد هم نمی باشند همچنان عمر که درین عالم رایگان و بیکار گذشت که نه بخیر و نه بشر گذشته
لایعنی و هیچ گناه شرعی هم نداشته اند و کار حسنات و ثواب نکرده اند تعبیر خوابهای پریشان
در انعالم بجز حسرت و افسوس هیچ نیست که ثواب و عذاب میزان شرعی بوده است و هر که
درینعالم غفلت بسلامت روی و صلاح و تقوی و خوش معاملگی با شکل خواب معمول بسر
بسر می برد تعبیر خوابهایش در انعالم مانند خوابهای راست اینعالم است که انچه در خواب
از راحت و حسنات دید همان تعبیر آن راست براست در انعالم بعد بیداری یافت که خود حسنات
راست محتاج تاویل و تعبیر نمیباشد که مضمون معنی آیه کریمه اینمقام خبر میدهد لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ
رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ (۱۸) الی آخره و آخر که هرگاه که چشم ظاهر او بند شد در انعالم بیدار
رفته بیدار شد تعبیر انچه خوابهای راست در انعالم نیز راست براست یافت چنانکه خوابهای
راست گویان راست گفتاران راست معامله درینعالم راست براست بعین واقع واقع میشد
و محتاج تعبیر نمیباشد همچنان در انعالم نیز تعبیرات خوابهای اینعالم از اجر و ثوابات اخروی
راست براست میابند که هر گونه اجر و ثواب جنت حاصل میکنند فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ
اینکه حال خوابها و تعبیرات راست بازان در هر دو جهان چنانست و بعکس آن باشد مثلاً
درینعالم کسی بخواب بیند که زر و مال و خزانه بسیار فراهم کرده است بعد بیدار شدن هیچ نیست
که زر و مال در دست خود بیند بجز حسرت هیچ نخواهد دید پس همین حال تمام جاه و حشم و مال و منال
اینعالم خواب است که بعد بیدار شدن در انعالم بیدار بجز حسرت و افسوس هیچ بدست نخواهد بود

واگر درین دنیا چنان بخواب بیند که مال بسیار بفقرا و مساکین خیرات و انفاق میکند البته بعد بیداری
همچنان تعبیر میکند از حصول مال و نعمت در دنیا نقیض خوابش است هست پس همچنانست که
درینعالم خواب آنچه از خیرات و حسنات و انفاق میکند تعبیرش درانعالم بیداری ده چند زیاده تر در انعام
مسلم و موعود و یقینی و منصوص است فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا آمده است نظیر اینهمه ذات
مستغنی الصفات نواب صدر الصدر آویزه گوش دوران و سرمه چشم نزدیکان است فقط
تمهید نعت احمدی در ضمن همین مضامین عالم غفلت شان نزول کلام الله
پس برعایت انتظام همین عالم غفلت چنان قانونی درکار است که جانب خدا و بقا و اجرای
اینهمه کار و بار عالم غفلت و اینهمه طول املها که ظاهر است هم بسهولت جاری باشد
و هیچگونه درین کمی و نقصان و قصور راه نیابد و جانب آخرت هم که عالم بیداریست از زشت و خوب
که جزا و سزای تعبیرات اینهمه خوابهای اینعالم خوابست همان عالم بیداریست پس آن قانون را
که کلام عالم آفرین است قرآن نام است و در لوح محفوظ محفوظ است بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ
فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ شان اوست و آن تمام قانون را شریعت نام است که شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّیْنِ باید
از آنست و بهر اجرای همچه احکام مخصوصه همچنان صفات درکار است که رعایت هر دو جانب برابر
داشته باشد تا کارهای اینعالم خواب را تعبیرات نیکو درانعالم بیداری در یابد اینجا است که هم
احکام داد و ستد و خرید و فروخت و نکاح و طلاق و حدود و قصاص و حقوق عباد و حقوق الله
قطع و فصل مقدمات و جمیع کارهای اینعالم برعایت هر دو عالم ترتیب تمام در آن قانون حکیم
مندرج اند و کسانیکه حسب احکام همین قانون بکار و بار اینعالم تجارت و خرید و فروخت و داد و ستد
و غیره مشغول و مصروف اند دست بکار و دل بکار ساز دارند صفت حال ایشان است
لَا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ الخ پس کارفرمای همین قانون چاره اگر کسی

از قبیل همچو هوشیاران بودی که در صفت لقمان حکیم و غیرهم گذشت تا جهان رعایت یک عالم
بیداری ملحوظ میداشت در صورت اینهمه کارخانهٔ عالم غفلت که کنت کنزاً مخفیاً شان
اینست بر همه هویدا این خود معلوم است که خلقت این عالم برای معرفت الهی است که
احببت ان اعرف فخلقت الخلق عبارت ازینست اینجا که لفظ احببت آمده است و لفظ
شئت و اردت و اقتضت که مناسب تر باین مقام بود نیامده است این نکته بلند و شرح این
دراز که این مختصر تصریح آن برنمی تابد و از اصل سخن دور کشیده میشود که اینجا اصل سخن از بیان حکمت
عالم غفلت مراد است لاجرم با اصل سخن می آئیم که خلق عالم برای معرفت است
کنت کنزاً دلیل این صفت است پس اگر جاری کننده این قانون جامع کسی از اشیا
همچو موحدین فانی الله بود از اجرای همچو احکام چنین قانون که رعایت هر دو عالم در مشغول باشد
چگونه صورت می بست که اینهمه عالم غفلت در نظر او باطل بنماید چه دنیا چه عقبی چه مقصود
سوی الله بعین کل شی نقدیه چنانکه بالا گذشت پس از همچو هوشیاران که نقطهٔ کلیهٔ خود از دست
بدر می برند و از برآوردن غریق خبر ندارند انتظام چنین عالم غفلت و اجرای احکام همچو قانون
جامع چگونه صورت می بست ازینجاست که در احکام شرائع این قانون اعظم هیچ جا برای
ترک این عالم غفلت حکم نیامده است بلکه حکم سواء الطریق همین است که در پردهٔ همین عالم غفلت حکم
ظاهر هوشیاری باطن بسر باید برد و صورت هوشیار باطن و غافلت ظاهر در این عالم غفلت
بدین شرط منصوص و مامور به بوده است که مخبر باید و اذکر ربک فی نفسک تضرعا
وخیفة ودون الجهر من القول بالغدو والاصال ولا تکن من الغافلین مراد اینست که
دست بکار و دل بیار باشد که از یاد شغل هم محفوظ است چنانکه بالا مذکور شد پس کار شناسی
همین است که برعایت اینهمه کارهای عالم غفلت چنان بیدار و هوشیار باشد که در این عالم ...

گروه اند با اینکه خود خالق عالم متاع غرور ولهو لعب میفرماید و اموال دنیا را به لفظ فتنه
میفرماید و با همه عیوب نمایان همه خواب خیال چنان که مذکور شد و حبیب او نیز صلی الله
علیه وسلم تمام دنیا را ملعون و جیفه میفرماید پس هیچ پتا لگا این تمام دنیا جهان حکیم مطلق است
چنان حکیم چرا چنین معایب پیدا فرمود که خود عیوب این بلفظ لهو ولعب و فتنه بیان میفرماید
و با همه عیوب صریح فانی و بی ثبات هم بوده است که خواب و خیال و غفلت محض است پس
درین چه حکمت و چه نکته و چه سر الهی است از همچو حکیم مطلق چنین شئی عیب محض بوجود آمد
یعنی چه که فعل چنان حکیم خالی از حکمت نباید بود باری درین چه حکمت بوده است لاجرم
اکنون توان دانست که سر این نکته بس باریک و لطیف و بس بلند و راز است درین
مجال مختصر بشرح این متوجه شدن از اصل مطلب که مراد از بیان اسرار غفلت است
دور افتادنست اگر در بیان معنی دنیا بمقامات متفرقه و اوقات مختلفه بقدر مساعدت وقت
از خامهٔ این سیه نامه بر آورده اند بقدر ضرورت مقامات در کتاب تطهیر الاسیان و تطهیر الاسلام
و مفتاح الرزق و اسرار حکمت بشرح و بسط تمام ازین خامه بر آورده اند که البته دیدنی
و فهمیدنی است مگر چون اینجا هم سخن بدینجا کشید لاجرم بحکم ما لا یدرک کله لا یترک کله
بر بیان این نکته لطیف اکتفا میرود چون خالی از لطف نمود لاجرم بصورت موزون
بهر نمط که بخاطر ریخت از ناطقه بخامه و از خامه بنامه سپرده می آید تا بجا فطنه نزدیکتر
باشد البته دیدنی و فهمیدنی است إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ
بیان وجه شر محض بودن دنیا و حکمت الهی که درین مستتر است
دانی که خالق همه دنیا بود حکیم فعل چنین حکیم نه خالی ز حکمت است
پس اینچه حکمت است که دنیا تمام
رنج و بلا و فتنه و آشوب آفت است خود عیب این بلهو و لعب میکند حکیم ملعون جیفه قول جناب رسالت است

زینگونه شر محض چرا ساخت حکیم | آخر درین چه نکته چه حکمت نهفته است | یعنی برین بخس نهی دل خود کنی

با اینهمه اگر نگذاری قیامت است | با اینچنین عیبها تو چرا میکنی قبول | با اینچنین شر محض چرا این محبت است

این محبت آدم و همه ابنای وی هست | در محبت عین بلا و مصیبت چه رحمت است | چون این نهان بحکم خبیر محبت است

بر محبت دل نهادن هم حماقت است | زان بی ثبات شد که گر احمق دل نهی | از بی ثباتیش نگذاری که عبرت است

چندی مساعدت هم اگر میکند بصبر | عجب و غرور و معصیت کبر و نخوت است | آندم چه لطف شد که ترا دل و [illegible]

پیک اجل بجبر ستاند چه حسرت است | این نیز کم است که در عین زندگی | اکثر بباد رفته و جان بر مخافت است

در رفتنش تحسر و حال بود نیش | هر لحظه خوف سرقه و تاراج و غارت است | زین جمله نیز قطع نظر خویش و اقربا

هر یک بفکر کشتن تو در عداوت است | هر کس قریب تر بعداوت قریب تر | دست و عمائم که بچشم وراثت است

در بودن و نبودن در موت و زندگی | خالی بهیچ حال نه این زحمت است | چون زین بلا نجات نباشد بهیچ حیله

لیکن بیک طریق که نامش قناعت است | زان بیشتر که او بگذارد تو خود گذار | ورنه جواب کم ترک او را چه حجت است

یک اعتراض [illegible] دل بر [illegible] هر آنکه گوید [illegible] هو از روی عبارت نیست | او خود ترا گذاشت چه نگذاشتی ترا

این نکته [illegible] بحقیقت نصیحت است | ای وای عجب که خود همه پیش گذشتنی است | باز ای ظهیر گر نگذاری عبرت است

چون این همه معایب دنیا عقلاً و نقلاً و صراحتاً ظاهر و باهر بلکه معاینه و تجربه هر فرد بشر بقدر حال است پس صفات و مدایح چنین شر محض با اینهمه استهجان معایب قرآن وحدیث چرا است تا اینکه بلفظ مغفرت و رضوان همین دنیا را تعبیر میفرماید که مغفرة من الله ورضوان آنکه آمده است و نیز در مقام عطای تمام نعمای دنیوی حکم گرفتن و پذیرفتنش بحضرت سلیمان علیه السلام بلفظ عطا و منت پذیرها آمده است که هذا عطاؤنا فامنن او امسك بغير حساب و نیز همین نعمتهای دنیوی را بلفظ فضل خود تعبیر میفرماید که ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء و کسانیکه ترک لذائذ و زینتهای دنیا گفته اند در مقام عتاب ارشاد میکند

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللّٰهِ أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ

علی هذا حبیب او صلی الله علیه وسلم همین دنیا را مزرع آخرت فرموده است که الدنیا مزرعة الآخرة
پس صورت جمع بین القولین متناقضین چه تواند بود لاجرم سر این نکته باید شنید که لفظ دنیا
بقاعده نحوی بدو معنی آمده است یکی دنیا از دنائت مشتق است که دنیای دنی عبارت از این دنیا است
صیغه مذکر اسم تفضیل این ادنی آمده است یعنی دنی ترین ادنی بمقابله اعلی است و صیغه
مونث اسم تفضیل دنیا است با الف مقصوره املای این چنین است و با الف دراز کشیده هم دنیا
در رسم خط کلام الله آمده است پس معایب همین دنیای دنی عقلاً و نقلاً و صراحتاً در قرآن و
حدیث ظاهر و باهر است که اندکی از آن بالا در نظم و نثر مرقوم شد و هیچ تجسیم ظاهر نمایان
و هر کس را بقدر حال خودش تجربه و معاینه در آمده که محتاج بیان نبوده است دوم
دنیا از دنو مشتق است و دنو بمعنی نزدیک کننده است یعنی نزدیک کننده بخدا این اسم
صیغه اسم تفضیل بلفظ ادنی آمده است که پیغمبر باید فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ
و هم این را صیغه تانیث اسم تفضیل دنیا آمده است املای رسم خط اینهم با الف دراز کشیده
بصورت دنیا روا تواند بود پس این دنیای دنو که نزدیک کننده بخدا است محض بهشت است
آن همه صفات دنیا که در قرآن و حدیث است منسوب بهمین دنیای دنو است و آنچه از
معایب دنیا در قرآن و حدیث وارد است منسوب به دنیای دنی است که از دنائت مشتق است
چنانکه بالا گذشت اکنون نکته دیگر بالاتر از اینهم باید شنید که همین عالم ظاهر دنیا را بلفظ
کنز مخفی بحدیث قدسی تعبیر پیغمبر باید که كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ
پس جانب چنین شر محض عیوب مجسم بی ثبات فانی خواب و خیال بغفلت محض نسبت کنز مخفی
چگونه زیبا تواند بود و آبادرین چه نکته و چه سر است زیرا که شان کنز مخفی چنان است که همه خیر و

بجمیع وجوه نیکوتر باشد فکیف کان کذا باری از خلقت این جیفه شر محض آن کنز مخفی کجا و چگونه
ظاهر شد که فساد آتش در تمام عالم کون و فساد ظاهر و باهر است که ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ
بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ عبارت از این است پس در چنین فساد ظاهر آن کنز مخفی کجا ظاهر شد ما پسندید
پرسید ای هوشمند چه جوابت بگویم گر آید پسندیده اکنون بگوش دل توان شنید که این عالم غفلت اگر
همه شر نبودی آن کنز مخفی که همه خیر است هرگز ظاهر نشدی ظهور آن کنز مخفی محض بسبب شر و فساد
این عالم کون و فساد است اینجا که این نکته باریک تر شد شرح این سر ناگزیر و ضرور تر شد فَاسْمَعْ
وَتَنَبَّهْ ای عزیز دریاب و همه گوش باش این آن راز است که ملایک هم در تفحص این چه بیان و
استکشاف این حیران ماندند و از جناب باریتعالی عز اسمه پرسیدند و بجز اِنِّی اَعْلَمُ نشنیدند که
لَا عِلْمَ لَنَا گفتند که آخر کار این راز حکمت الهی از خلقت این عالم غفلت خود بخود ظاهر شد مگر زمانی
که هرگاه مشیت ایزدی بخلقت آدم علیه السلام اقتضا فرمود فرشتگان خطاب شد که خلیفه بر روی
زمین پیدا میکنم کما قال عز و جل اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰئِکَةِ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً
فرشتگان بالاتفاق گفتند که آیا پیدا خواهی کرد بر روی زمین چو کسانرا که فساد و خونریزیها بر زمین
برپا کنند کما قال عز و جل اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ
بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ یعنی ما همه ملایک تسبیح و تحمید و تقدیس تو میکنیم و بنی آدم
فسق و فجور و فسادات و خونریزیها خواهند کرد و کما هو ظاهر و الحق که ملایک را از ازل معصوم
و بری از گناه سرشته اند لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ و صفت و حال
آنها است بخلاف این نوع بشر که همه گناه مجسم مرکب بخطا و در عالم غفلت مبتلا فکیف کان کذا
که کَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی بیان حال اوست پس ملایک را بجواب قول آنها از سر این نکته
هیچ ارشاد نشد که در پیدا کردن این خلقت انسانی که سراسر مایه معصیت و طغیانی است

چه حکمت و چه مصلحت یزدانی است بلکه همین قدر مجمل ارشاد شد که اِنِّی اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ
یعنی ما میدانیم آنچه شما نمیدانید و آشکار خود ظاهر که آنچه معاصی و طغیان و نافرمانیها و خونریزیها
و فسادات از نوع بشر بر روی زمین واقع شدند و میشوند محتاج بیان نبوده است که ظَهَرَ الْفَسَادُ
فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ عبارت ازین است آخر کار آنچه فرشتگان
روز اول میگفتند همچنان ظاهر شد که خود او تعالی سبحانه شکایات طغیان و معاصی بنی آدم
میفرماید که اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ وَاِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی پس مفهوم سر نکته اِنِّی اَعْلَمُ معلوم نشد
و گفته فرشتگان درست بر آمد و مگر تعجب اینکه چنان ملایک معصوم بیگناهان را به سجده
همچو گناه مجسم حکم فرمود و چه حکم که استاد الملایک را بدرک عذر و انکار زجر بنام راند که مردود و ملعون
ابد گردید پس سر این نکته باریک که از پیدا کردن این خلقت عالم همچنان شرور و مفاسد آنچه درین
کنز مخفی است البته فهمیدنی و دانستنی است که سر آن مخبر نموده است بعد ازین فایده عظیم که
درین غفلت صریح مستتر است انشاالله بقدر مساعدت وقت و وقف خامه نامه خواهد شد
اندرم مه بیان جان سخن * جانمن گوش جان بجانب من * پس بیان این کنز مخفی مجملا این است
که عمده ترین از صفات ذات کبریا عز اسمه و جل شانه شان توابی و غفاریست که توبه پذیرفتن و
گناه بخشیدن عبارت ازین است هرگاه همه ملایک قطعاً معصوم از گناه پیدا کرده شدند باز
این عالم و آدم را باین شرور و مفاسد و غفلت و گناه مرکب بخطا و نسیان اگر پیدا نمیفرمود
تا ظهور شان توابی و غفاری که مراد از کنز مخفی همین است چگونه صورت می بست پس آن
کنز مخفی همین شان غفاری و توابی است که ظهور آن موقوف بر پیدایش همین عالم غفلت
مایه شرور و مفاسد است از مولانا مغربی علیه الرحمة ؎ وجود من همه از نور ظهور تو روشن است
فَمَا ظَهَرَتْ وَلَوْلَاکَ لَمْ اَکُنْ لَوْلَاهُمْ ؎ چنان بگذشت عصیانم ز حد [illegible]

بر وسعتِ خویش ٭ اینقدر بحرِ رحمت است وسیع ٭ که چو من مجرمِ گنه پر امید است ٭ از ینجاست که
گفته شده ٭ چو محض از پی اظهارِ شانِ غفّاری ٭ برای جرم و گنه خلقتِ بشر باشد ٭ بهر قدر
که گناهانِ من زیاده تر اند ٭ ظهورِ مغفرتش هم زیاده تر باشد ٭ چو بر گناه شد اظهارِ مغفرت
موقوف ٭ ضرور شد که سوی توبه هم نظر باشد ٭ و گرنه توبه کنم مغفرت نهان ماند ٭ ز خلقتم همه
مقصود مستتر باشد ٭ همین نه مغفرتش بلکه شانِ توّابی ٭ ز ترکِ توبه با خفا مستتر باشد ٭
چو علتِ غائی ز خلقتم حاصل ٭ بنار سوختنِ من ضرور تر باشد ٭ کسیکه بهر گناهان و توبه پیدا شد
٭ گناه میکند از توبه بیخبر باشد ٭ خیالِ کسی چو بدوزخ رود بجای خود است ٭ سوای نارِ جهنم
کجا مقر باشد ٭ پس ای ظهیر نکردی گر از گنه توبه ٭ بجاست جای تو گر آتشِ سقر باشد ٭
چون این مضمون وسعتِ دریای مغفرت بسطے تمام میخواهد و عنانِ شبدیزِ قلم در هیچ مواقع با اختیار
خود نمیماند لاجرم در کتابِ ظهیر الایمان ظهیر الاسلام و مرافعه قضا و قدر و اسرار حکمت بقدر ضرورت
مقامات و امداد روح الارواح از صفت این کنزِ مخفی شرح داده شد اینجا هم که همین بیان است همین مقام
البته بقدر ضرورت مقام مهمل نباید گذاشت که سوای انکشاف سرِ نکته کنزِ مخفی مفهوم معنی اِنّی اَعْلَمُ
نیز در ضمن این گفتنی و فهمیدنی است که ملایک معصوم از گناه را برای سجدۀ چنین گناه جسیم
حکم فرمودن چه حکمت دارد و این سرِ نکتۀ باریک که ملایک را هم از ین خبر نکرده اند البته فهمیدنی
و بدل داشتنی و یاد گرفتنی است از ینجاست که بصورتِ موزون بر خاطر نشینند تا بحافظه نزدیک
باشد قطعه در بیانِ سرِ نکتۀ کنزِ مخفی و مفهوم معنی اِنّی اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

چو محض بهر عبادت و ذکر و طاعتِ خویش ٭ ز خاکِ ما همه بودی خدای را مقصود
فرشته سیرت و بی عیب و بی شکم بی نفس ٭ نفوسِ قدسیه معصوم خلق میفرمود
نه همچو نفس که امّاره است خود بالسوی ٭ و گر تسلطِ ابلیس هم بران افزود

چو نفس داده و محکوم نفس هم کرده است / امور خیر ز محکوم نفس شد مفقود
چگونه نفس ز شر بگسلد تواند زیست / نخوانده توبه قرآن حکایت داؤد
خودش برای گنه خلق کرد گندم را / خودش بنای گنه در بهشت خلق نمود
خود آفرید تقاضای خوردنش در دل / که رغبتش ز دگر نعمت بهشت افزود
نه منع کرد ز خوردن ز قرب منع نمود / اشارتی است ز لا تقربا براین موجود
نمود نفس مسلط حریص ممنوعات / چه اهتمام ز بهر گناه بافرمود
ازین صریح عیان شد که نوع انسان را / صریح بهر گنه خلق کرد رب ودود
وگرنه بهر عبادت ملک چه کم بودند / نفوس قدسیه هر وقت در قیام و قعود
چه حکمت است درین آن حکیم مطلق را / که این قدر پی عصیان ما اهتمام نمود
بدین شرور چرا داد بر ملک ترجیح / چرا ملائکه بردند جمله سر بسجود
که خود نسبح گفتند و هم نقدس لک / ز انی اعلم آخر بگو مرا چه بود
خودش بشان ملائک بگفت لا یعصون / بود وجود گنه از فرشتگان مفقود
چو فعل شان همه ما یؤمرون بود تمام / چرا امتثال اوامر نرسید بوجود
پس اینچنین همه شر را بر اینچنین همه خیر / چرا چنین شرف آمد که حکم سجده نمود

جواب

بجا سوال نمودی جواب هم بشنو / بجا است شبه که بر خاطر تو یافت ورود
بدانکه فعل حکیم است عین حکمت محض / بجرم و معصیت ما حکمتی بود موجود
که چون فرشته گنه گر نکردے من هم / صفات مغفرت و عفو او نهان می‌بود
تمام رحمت و غفران و شان تو ابی / که هست عمده ترین صفات آن معبود

چه کار آمدی آخر کجا شدی همه صرف — چو من گناه نمیکردم او چه می بخشود

رسول گفت شما گر گنه نمیکردید — دگر سوای شما خلقت آمدے بوجود

که او گناه نمودی و می شدی همه عفو — بدین صفت صفت عفو جلوه میفرمود

ز ترمذی و نسائی و مسلم و احمد — بدین حدیث حسین صاف واضح و مشهود

بیک مقام ز لم تخطئوا لجاء الله — دگر صریح ز لا تذنبوا اشاره نمود

دگر چه این متواتر نصوص قطعیه — بود صریح بقرآن و هم خبر موجود

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ لَمْ تُخْطِئُوا لَجَاءَ اللهُ بِقَوْمٍ يُخْطِئُونَ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُونَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ رواه الاحمد وابو يعلى ايضا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَذَهَبَ اللهُ بِكُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ فَيَسْتَغْفِرُونَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ مَنِ اسْتَغْفَرَ اللهَ غَفَرَ اللهُ لَهُ فَضْلًا عَلَيْهِ

دگر نصوص قطعیه هم بوعده مغفرت متواتر پیوسته وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللهَ يَجِدِ اللهَ غَفُورًا رَحِيمًا بقیه اشعار قطعه

نوشته است ز شب مرا بروز الست — شدم بوعده رب غفور رحیم موعود

چنان که بهر گنه خلق کرده است مرا — برای مغفرتم کرده چنان معهود

بشرط توبه مگر دمغفرت مشهود — بفوت شرط توبه شروط هم بود مفقود

هزار بار چو توبه کنی و هم شکنی — بروی تو نکند باب توبه را مسدود

ترا ز توبه بهر بار بخشد خواهد بود — چه جای عجز وران بحر عفو رحمت وجود

ببند نفس ترا داشت و نگسسته شدو — بترک توبه مگر هیچ عذر تو نشود

چو هیچگونه ترا چاره از گنه نبود — مگر برای گنه توبه هم ضرور نمود

چنانکه او پی اظهار شان تواب بی — شود بانیمه عصیان ز توبه ات خشنود
تو هم که بهر گناهان و توبه آمده ای — اگر گناه کنی توبه نیز باید زود
صحیح ثم یتوب علیهم بخوان — که از برای چو ما عاصیان خودش فرمود
وگرنه توبه کنی سنت نهان ماند — ز خلقت تو نشد ظاهر آنچه مقصود بود
پس ای عزیز اگر در گنه شدی معذور — ترک توبه مگر عذر تو ندارد سود
ترا که نفس چنان شر محض بخشیدند — بر آن تسلط ابلیس و دشمن مردود
نه بهر آنکه تو خود راهی بقهر باشی — بل اینچنین بود از خلق نفس به مقصود
که تا جهاد باین نفس شر محض کنی — ملک چگونه تواند اینچنین جهاد نمود
هر آنکه نفس ندارد جهاد با که کند — چگونه نفس کشی از ملک رسد بوجود

حکایت هاروت و ماروت

دو از ملایکه بودند بسکه عابد تر — ز شر نفس جبابل بچاه رفته فرود
زنی که بود ز ادنی ترین نوع بشر — چو زهره بر فلک اینچنین نمود صعود
ازین مقام توان دید فرق بل هم — چنان فرشته به ادنی بشر نه همسر بود
ملک بآن همه عصمت کم از بشر باشد — بدین شعور بشر شد فرشته را مسجود
ز انی اعلم نگر همین مراد بود — که همچو نفس کشی نیاید از ملک بوجود
غرض ز نفس کشی و توبه نوع بشر — فزونتر از ملک آمد چنانکه شد مسجود
وگرنه الحذر از شر او معاذ الله — که هست در حق انسان لربه لکنود
وما اصابک من سیئة فمن نفسک — بشر نفس صحیح است شاهد و مشهود
وما ابری نفسی چو انبیا گفتند — ز شر او دگری کی بری تواند بود

فنسی و او گواهی بعذر نسیانش
مرا چه عذر که دانسته میکنم عصیان
شد این نوح معاتب به لیس من اهلک
مگر نه از پسران همین پدر بودند
همین با آن پسر او که در تدارک آن
بهان بهشت که آن را پدر بگشت دم وا
دم سوال چه انگشتری و هد نشان ز
پس ای عزیز اگر حجت است نام پدر
عجب که جرم پدر حیله گناه تو شد
اگر باین خلف الصدق صادقی در حب
دلت همین نفاق است حب ظاهر تو

ولم نجد له عزما تبوتش افزود
بدون توبه چه اثباتش کی شوم مسعود
من این گنه کنم و اهل او نبود اثم بود
که خلد هم بگرفتند در مقام شهود
نخورد گندم و از آن چو عذرا فرسود
بجو خریده و بازش بدیگران بخشود
و هر بخلد برین بی سوال حکم درود
خود انچنین پسر است از همین پدر مقصود
به توبه اش نه نظر شد نه آنچنین مولود
شدی تو وارث جنت منم ضمان بخلود
با آن فریق دگر فی السعیر باید بود

اما هم به اصل سخن از اینجا توان دانست که آن کنز مخفی همین شان توابی و غفاری حق
شایسته که ظهور آن موقوف بر گناه و توبه بوده است لهذا النفس شرحیش را که اماره بالسوء است
پیدا فرمود تا ترغیب گناه کند مگر فقط بیچاره نفس را بمقابله روح که نفخت فیه من روحی شان اوست
چه پایه و چه طاقت بود که غالب آمده بحکم گناه میکنانید کارش از وسوسه بیش نبوده است که
یوسوس فی صدور الناس عبارت ازین است لاجرم یکی از اقویا او شاد الملائک
را که اصلش از جن بود بتقویت و معاونت نفس اماره مامور فرمود که نامش ابلیس است
بحکم واستفزز من استطعت منهم بصوتک الخ او را برین نفس اماره مسلط کرد
حکم اعوذ او را که تصویر نقشه تسلط او برین نفس اماره و راه دخل او برین نفس خیال کرد

بدیده ظاهر معاینه تواند شد در وقت و حالت خود از خامه این سیه نامه در کتاب تطهیر الایمان
در منزل چهارم مقام دوم بالطف تمام بر آورده اند که بتکلف هر کس بچشم سر تواند دید آنحضرت
بر این نفس سرکش هیچکس از انبیا را هم اختیاری نداده اند که وما ابری نفسی ان النفس
لامارة بالسوء خود از زبان حضرت یوسف علیه السلام مفهوم باید و زمام اختیار این نفس
سرکش خاص بدست خود داشت که با نبی حبیب خود صلی الله علیه وسلم حکم میفرماید که قل
لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء الله الخ پس اینهمه اهتمام بگناه مادر و هم و پیدایش
نفس اماره و آفرینش این تمام عالم دنیا بچنین شر و محض بنا بر اظهار همان کنز مخفی است که
مراد از ظهور شان توابی و غفاری و ستاری است و ظهور همین صفت غفاری باید بکمال معرفت آنحضرت
از ینجا بفهم معنی این حدیث قدسی توان رسید که وارد است کنت کنزا مخفیا فاحببت
ان اعرف فخلقت الخلق و اینکه اینهمه عالم را همه خواب غفلت پیدا فرموده چنانکه بالا بوجوه صحیحه
نشان داده شد هم از ینست که مایه عذر گناه برای عاصیان و حیله نسیان برای قبول
توبه گنهگاران مهیا باشد که بر حرکات و معاصی عالم خواب سهو و نسیان مواخذه نباشد
و عقوبت نوع البشر بسهو و نسیان هم محض برای همین حفظ ما تقدم است که افعال سهو و نسیان
بلا عزم و اراده لایق معذور داشتن بباشد از ینجاست که در ازل هم همین عذر نسیان نبودن
عزم بالقصد حضرت ابو البشر را معذور داشت تا برای توبه پذیری گنهگاران حجت باشد که میفرماید
فنسی ولم نجد له عزما الخ پس در هر کار خیر و شر نیت و اراده را مقدم داشته اند مثلا
کیسه زری از کسی گم شده بکدام مسکین محتاج بحکم تقدیر رسیده باشد آن صاحب زر را هیچگونه
اجر و ثواب این عایده نتواند شد که این اتفاق به نیت و اراده او واقع نشده است همچنان اگر
گناهی و عصیانی بلا اراده سهواً واقع شده باشد هیچگونه احتمال مواخذه جناب ارحم الراحمین

خطا پوشی عذر نیوشی تواند بود که قصد تفتیش در همین عالم ظاهر بطور استفراغ ملاحظه شود که لفظ
آب اگر بقصد و علم البشر از حلق فرو شد صوم نمی ماند و کفاره واجب می آید و بسهو و نسیان
و لا علمی اگر خوب شکم سیر خورد و آشامد صوم بدستور است فافهم و تدبر که چه تقدیم باحفظ
برای عذر پذیری ما گنان محتم قبل از وجود ما عاصیان تقدیم پذیرفته که همه عالم را از خواب
و غفلت پیدا کرد و نوع بشر را از سهو و نسیان ترکیب داد و بنای این عذر پذیریها از ابتدا
همین سهو و نسیانست که بالا مذکور شد فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا تا اینکه بهمین عذر نسیان بمفاد
فَتَابَ عَلَیْهِ عذر توبه حضرت ابو البشر پذیرفته بهمین معامله سنت الهی را برای ابنای او
تا طلوع آفتاب از مغرب در توبه باز داشته علی العموم بوعده های موکد و متواتر موفق فرموده که
صد بار اگر توبه شکستی باز آ تا اینکه از غایت کمال جوش شان توابی و غفاری برای تعمیم
کبایر منصوصه هم حکم توبه در وعده مغفرت است و چه وعده که فقط بر عفو گناه اکتفا نیست بلکه
و تبدیل سیات حسنات را ایما هم میکند پس بهتر و خوشتر ازین کنز مخفی چه نعمت تواند بود و اطلاق
لفظ کنز مخفی چه قدر برین صفت توابی و غفاری زیباتر است چنانکه آتش در سنگ مخفی است
که بدون ضرب چقماق توبه و ندامت این آتش مخفی بر نمی آید که لعل از سنگ خارا از زیر زمین
بدون شکستن و کافتن بر نمی آید آتش که نشانه قهر و عذاب است از صدمه آهن از سنگ
بر می آید و این کنز مخفی که عین نور و رحمت و مغفرت است بر آب اشک توبه و ندامت آتش
قهر را نشانیده نور افشانیها میکند که سوای توبه پذیری و عفو و مغفرت تبدیل همه سیات را
بحسنات مزید میفرماید که میفرماید وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا
یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ
یَلْقَ اَثَامًا یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا

إلا من تاب وآمن وعمل عملا صالحا فأولئك يبدل الله سيئاتهم حسنات
وكان الله غفورا رحيما ومن تاب وآمن وعمل صالحا فإنه يتوب إلى الله
وبالاتفاق مفسران شان مغفرت و تواب از این آیه کریمه توان یافت که بخشش توبه و ایمان
و مایه مغفرت و رضوان شد حق وحشی را که گنهگار قاتل حضرت حمزه علیه السلام عم نامدار آنحضرت
صلی الله علیه وآله وسلم بوده است که شان نزول این آیه کریمه همین است که پیغمبر را
قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان
الله یغفر الذنوب جمیعا انه هو الغفور الرحیم آخر کار
توبه و ایمان درین عالم ظاهر شد اثر قبول توبه ظاهر شد که همین وحشی در زمانه خلافت
حضرت صدیق اکبر خلیفه اول رضی الله عنه مسیلمه کذاب را که بعد آنحضرت صلی الله علیه
معاذ الله دعوی نبوت کرده بود سبحان حربه بیجان کشت که حکایت او معروف و در کتب
مذکور است پس این ثمره یک توبه است که با چنین گناه عظیم و چنین گناه که قتل نفس چنین
عم مهربان رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم چنین کافر جانثار الشرف اسلام قبول
توبه با نیکنام رسانید گفت که مومن مسلم همین که ندامت گناهان گذشته مضمون
بر دلش غالب آمد و اشک ندامت از چشمش فرو ریخت آن دریای رحمت کبریا که مرا
[illegible] خود بخود جوش میزند چنانکه بالا مذکور است از همین مقام سعدی علیه الرحمه در
گلستان از حدیث قدسی بشارت میدهد یا ملائکتی لقد استحییت من عبدی
فلیس له غیری فقد غفرت له گفته شده چون هر که دار گنه بیشمار بگیرید چو
در گهش زار زار بگند شرم از حیرتش آمرزگار کریم بین و لطف خداوندگار گنه
کرده است او و شرمسار فایده اشکباری اندک از مصلحت و حکمت عام آغوشات و گریه نوبه

شده‌اند که انگلیس را انجکلم و تدابیر از نمیقام شورش باز کشند مگر چه میشود که سه نه غریبت اثر کنند علاج
پس در چنین حال کلمات نصایح و ترغیب توبه را چه تاثیر پیدا شد که مرض از دوامی افزاید و اگر
گاهی بهمین صحبت روح مجرد چنین مضمون بر نفس کار کرد که در همان حال حسب حال سرزده
از قضائی جمله حاجت راحت افزاید کمال ٭ وز قضائی حاجت آتاره افزاید ملال ٭ این حالت
اندران حالت که باشد از حلال ٭ ورنه اینجا ذلت و خواری ضرر آنجا دبال ٭ ملاحظه رود که
چنین مضمون حالیه چه قدر واقعی و بجا و پرتاثیر است مگر هرگاه که بوقت ورود همچو مضمون
نداشتی بر طبیعت غالب آمد و دل بجانب توبه مایل هم باشد فوراً نفس و شیطان کار خود می کنند
که اگر اینوقت توبه کردم که وقت نداست و انابت است باز اگر نفس را تبر کاین عادت قادر
نیافتم و خیال بر دل گذرانیدم که چرا توبه کردم و از توبهٔ خود شکست کردم خود ظاهر که فقط همچو اندیشه
و حسرت بخاطر خطور کردن کار توبه شکنی میکند کیفیت که آهسته آهسته چنین اندیشه و حسرت را
قوت شد و نفس و شیطان که هردم بکار خود است کار خود کرد تا آخر کار نوبت توبه شکنی رسانیده
و گناه توبه شکنی بر اصل گناه که از ان توبه کرده ام غالب تر می نشیند الا جرم توبه نباید کرد تا نوبت
بگناه عظیم توبه شکنی نرسد پس همچو خیالات که نفس و شیطان از بیشتر کار خود میکنند نوبت توبه رسیدن
نمیدهند و اگر رسید مضامین توبه شکنی ها بر خاطر می آرایند که او غفور الرحیم و تواب است غافر الذنب
و قابل التوب است و کلام اوست سه صد بار اگر توبه شکستی باز آ ٭ پس همچو وساوس شیطانی
و در زمانیکه نفس طالب و تقاضای نفسانی غالب باشد کی مضامین توبه و انابت را بر دل
جا کردن میدهند خصوصاً در حالیکه با ایام جوانی و دولت و کامرانی هم جمع باشد زیرا که حضرت متکلم
بدولت محتاجی و تهیدستی خود تعلیم پذیر میشوند که همچو امراض فسادات گندم بسبب پر شدن شکم
پیدا میشوند که عشق مجازی هم بدولت همین گندم یکی از امراض پری شکم است که صاحب حال

سیفر باید ٥ عشق آن نبود که در مردم بود ❁ این فساد خوردن گندم بود ❁ چنانکه مرض این
مجازی از خوردن گندم و پری شکم متعارف است همچنان بمقابله این عشق حقیقی از نخوردن
و ترک گندم و خلو شکم بشرط صبر و تحمل پیدا میشود گفته شد ٥ باعث عشق مجازی و حقیقی
گندم است ❁ یک ز خوردن یک ز ناخوردن عیان در مردم است ❁ پس این نخوردن ترک
گندم با وجود مهیا و حاصل بودن اگر بقصد تارک باشد برای عشق حقیقی معتبر است اگر بخلاف این
متروک گندم است نامعتبر بوده است که عصمت بی بی حیا دیست گفته شد ٥ برتر ز فقر هیچ
نبود است دولتی ❁ بدتر ز فقر هیچ نباشد ذلتی ❁ گر آگر است منظر الفقر فخری هست ❁
متروک روسیاهی و این فو دولتی ❁ پس کار نفس شیطان خصوصا در عالم جوانی و شکم سیری
اینست که هیچگونه مضمون توبه و انابت را بدل راه ندادند و دخل نمیدهند و شان نیز نسبت
که هیچ حسنات و عبادات و ریاضات و مجاهدات را بدون توبه بار قبول نیست دل که
خانه عبادت است تا که این خانه را آب توبه و انابت شسته و شو و طاهر نکنند اگر عبادت کنند
چه کار میگشاید که اگر پرهیز نکند هیچ دوا سودمند نیست و در صورت پرهیز درست بدوا هم حاجت
نیست که همین غذا دوا است مثالش بدین مضمون سوزدن توان فهمید که گفته شد قطعه در باب
توبه شد چاه اگر موش و هم دو میرد ❁ بر آورند و کشند آب هم بدان مقدار ❁ و گرنه موش
بر آرند جمله آب کشند ❁ نه آب چاه گهی پاک میشود زنهار ❁ پس ای عزیز تا که نکنی توبه
چگونه پاک شوی از عبادت بسیار ❁ همین عبادت مکتوبه کافی است ترا اگر با توبه گر از قصور دل
گشتی ... ❁ که خلط فاسده در معده چون فتور کند ❁ غذا شود بهمان تحلیل آن کار ❁ تنقیه چو طبیب
کرده ساختی پرهیز ❁ همین غذا است دوا بهر بیست بیمار ❁ چون ... قدری ... الهی ... تمام
عبادات موقوف بر توبه است و موانع توبه چنانکه بالا مرقوم شد ظاهر و باطن اند سوای انهم

موانع مذکوره مانع دیگر از سالکان دین بالاتفاق اند که مولانا حکیم سنائی خراسانی در کتاب
گلستان ارم میفرمایند ﴿ هست مردی زراه صدق یقین ۞ نقلی از سالکان شارع دین ۞
که بخصلت هلاک مرد بود ۞ رهزن مرد نورد بود ۞ اولا ترک توبه بنده ۞ با امید حیات پاینده
۞ دومی ترک توبه از غفلت ۞ بتمنای وسعت رحمت ۞ ام سوم گناه کردن مرد ۞ که بگوی روز
توبه خواهم کرد ۞ پس چون مرتبه توبه باین درجه و موانع توبه خصوصا در عالم جوانی چنان قوی تر
که باید که تصور حسرت قلبی که چرا توبه کردم تا توبه باطل نشود که خوف مواخذه و محاسبه از
تصور قلبی نفسی متصور است که میفرماید وَإِن تُبْدُوا مَا فِي أَنفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُم
بِهِ اللَّهُ فَيَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
پس چون حال اینست باز چه تدبیر و چه چاره و چگونه مضمون توبه بر صحیفه قلوب در چنان حال خیال وقت
غالب تواند نشست ازینجاست که کسی را همین مطارحه بامدت دراز با روح و نفس مانده که تا کتابی
مبسوط بسبب مناظره و محاکمه روح با نفس ترتیب یافت که نامش مرافعه قضا و قدر است و کار
بجائی رسید تا اینکه آخر کار بداوری مرافعه خاص احکم الحاکمین نوبت رسید و قول هم مقابله نفس
پس با گردید و روح را هم مقابله نفس مجال سخن تنگ شد قریب تر شد که نفس اماره بر روح غالب
آید که عاقبت کار تائید غیبی بمفاد إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي یار او روح بر جاست و مضمون لَيْسَ لَكَ
عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ هویدا شد و از مسند شریعت حکم قول فیصل با صلاح ذات البین تعیینت روح آمد
را فقیر کمترین الطف ... مضامین روحانی بملاحظه کتاب مذکور بر دلها کار میکند و من اناب الیه
عَلَيْهِ فَلْيَرْجِعْ إِلَيْهِ چون مضامین رساله محاسبة النفس و معالجة النفس تم از تصنیف صاحب
کتاب مرافعه قضا و قدر باتمام بهم گرد و طبع در آمده است تا اهل ملاحظه صاحبدلان که اهل ذوق
مضامین روحانی بوده اند معطل نمانده باشند البته دیدنی و شنیدنی و تحسینی و قول...

همه جان و تن است در سستیت
نکنی تا به بندگیت قبول
از تو جستم لنهدینهم سست
فرض کردم که ذلت و خواری
چو کشم آه زین پشیمانی
کز ندامت خجل شوم فردا
به که فردا کشم بحسرت و سوز
کز انابت بتوبه رو آرم
بچه کار آیدم تو خود فرما
ورچنین حال توبه و قسمت
نکنم توبه آه و او ویلا
من که تخم بدی همی کارم
بی تو آید ز من چگونه درست
من که مجبورم اختیار تراست
عفو هم از تو جبر هم از تو
خود عمل کی ز دست من هو تو
این هم از تو قبول هم از تو

گرچه جانم تو جاهدوا فینا است
چه بر آید ازین ظلوم و جهول
کن عطا چشم و دیدن خویشت
همه پوشی لباس ستاری
من که مجبورم و تو بی همتا
پیش تو منفعل شوم فردا
پس ندامت که هست چه سود من
آب از اشک خود بجو آرم
چون نماند ز طاعت عصیان
که ز بیچاره نیست این همت
باز استغفر هم ز گناه
بر پشیمانی چگونه بردارم
من ضعیفم ز نفس خود مغلوب
یفعل الله ما یشاء گواست
عمل و توبه را بده توفیق
خود بکن آن روز از خرافق

لیک سعیم بقول تو شقی است
میکنم هر چه آیدم از دست
که نه فردا فزون شود پیشت
لیک دانم یقین که میدانی
پس ز دستم چنان نگیری کار
این ندامت اگر کشم امروز
همین جا بخش رب زمن
این ندامت اگر دهی فردا
نه به تن ماند طاقت عصیان
غضب است این غضب که بستند
چه حماقت بود و صبا دادند
ای که توفیق توبه هم از تست
ضعف الطالب و المطلوب
فعل هم از تو اجر هم از تو
ما بعد ازین ره تحقیق
من سوالی که کردم از تو

هب لنا من لدنا یافضا تب علینا فانک التواب

پس این مناجات بطلب توفیق توبه از تواب الرحیم است و لفظ تب علینا همین معنی دارد که بدون توفیق او باراده و اختیار خود توبه درست نمی آید بخلاف لفظ اتوب علیهم

که باراده و قصد از جانب متکلم است شرح این معنی بس دراز است که کتابی جداگانه درین باب خاص از خامهٔ این سیه نامه برآورده اند که تطهیر الاسلام نام دارد و ذکرش بالا گذشت فقط

تتمه اینجا که سخن از بیان اسرار غفلت میرود که اقتضای سخن بتوسیع افتاد دانیم که امرا هم بود محل گذشتنی نبود لاجرم بقدر ضرورت مقام عنان خامه کشیده ام اکنون که سخن بر اصل سخن رسید باید شنید که چون خوب دانسته شد که این عالم محض خواب است و حقیقت خواب چنانست که آنچه در حالت خواب خود را مرتکب معاصی از قبیل زنا و سرقه و فسق و فجور و قتل نفس دیگر با چشم ببیند کند بعد بیداری هیچ در شرع از و مواخذه نبوده است و حدود و قصاص شرعی بر و لازم نمی آید بخلاف این اگر حسنات و عبادات را مثل ادای نماز یا رکان درست یا ادای حج کعبهٔ علیا یا زیارات عتبات عالیات یا بشارت رویای آنسرور کائنات صلی الله علیه وسلم در عالم رویا مشاهده کند یا ثوابات و برکات و ثمرات و تعبیرات نیک آن بی شبهه بعد بیداری بهم عاید حال بودن مسلّم است خصوصاً رویت آنحضرت صلی الله علیه وسلم بالاتفاق است که فایده زیارت فی الحیات می بخشد که در خبر است من رآنی فی المنام کمن زارنی فی حیاتی پس همین معامله و مآل کار تمام حسنات و سیئات و عبادات که در ین عالم غفلت در رویا واقع میشوند در انعالم بیداری تصور توان کرد که در حسنات وعده های اجر و ثواب موکد و متواتر منصوص و موعود اند و در سیئات عفو و اغماض و درگذر و وعید اند نه وعده چنانکه گناهان عالم خواب را درین دنیا بعد بیداری در شرع مواخذه نبوده است همچنان در انعالم بیداری همچو گناهان این عالم غفلت را بعذر سهو و غفلت و نسیان کمتر مواخذه و اکثر درگذر و اغماض و عفو و غفران است که آنجا وعده و اینجا وعید است و فرق میان وعده و وعید خود معلوم است که وفای وعده بالنص و مسلّم یقینی است و در وعید بخیر بقا

است که فنائیش متکلم نموده است که در صورت توبه همه عفو و چه عفو که همه سیئات مبدل
بحسنات میشوند که آیهٔ قرآنی بدین بشارت بالا مرقوم است پس این جلوه همان شان غفاری
و توابی است که کنز مخفی عبارت از همین است بمطابقت همین نظیر درین خوابهای عالم غفلت
هم همین معامله میرود که عبادات درست این رویای خوابهای دنیا را نتیجه و ثمره و نصیب نیک در بیداری
در عقبی حاصل است و سیئات خواب را هیچ مواخذه و قصاص در دنیا نبوده هست که بعذر
خواب غفلت در صورت توبه معذور میدارند چنانکه آدم علیه السلام را هر چند بعذر سهو و نسیان
معذور میداشتند که فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا عبارت از آنست گر توبه هم مقدم نموده است که
فَتَابَ عَلَيْهِ اشارت بآنست پس شان آن کنز مخفی توان دید که در خطیات عالم خواب بعذر
غفلت و نسیان معذور و معاف داشته اند و در حسنات و عبادات از اجر و ثواب محروم نداشته اند
و همین مصلحت و حکمت این دنیا بعالم خواب را اسیر غفلت آفریده اند تا گنهگاران عالم غفلت را
حجت عذر و نسیان مهیا باشد و آن طرف برای ظهور کنز مخفی که عبارت از شان توابی و غفاریست
حیله پیدا شود و علاوه خود ظاهر و منصوص است که هر حسنه و خیر که در عالم ظاهر از دست انسان
ظاهر می شود همه از وست که میفرماید مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ بقول سعدی گر از وی
نه توفیق خیری رسد کی ز بنده خیری بغیری رسد بمقابلهٔ این هر سیئه که از نفس بشر بظهور
میرسد خود ظاهر است که از شر نفس بشر است که مرکب بشر است کما نص علیه القرآن وَمَا أَصَابَكَ
مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ پس درینصورت حکم عدل و انصاف چنین است که برافعال حسنه مرا
اجر و جزا نباشد که فعل من نیست بلکه فعل او ست و بر سیئات بالضرور مرا سزا و او را تعذیر باشد
که از نفس من نیست گر این محض مصلحت اظهار همین کنز مخفی است که بجای عدل و انصاف فضل و
اعطاف را کار میفرماید که گفته شد سعدی بدی من بکنم آنرا فقط از تو میبخشی و نکوئی خود کنی

اجرش همین دو چیز موعود است. کجا عدل است فضل و رحم و حلم و رأفت محض است.
همین لطف و کرم مایست مرا گستاخ فرموده است. لاجرم چنانکه در عالم مثال آنچه بدین
خوابهای مکروه و معیوب و مشوش و کبایر چون زنا به صدقه و خیرات و توبه و استغفار
تلافی نحوست خواب تعبیر میکنند همچنان است که با همه کبایر و معاصی بعد توبه از جهان
رفتن شرط کرده اند که تلافی تمام معاصی و کبایر و سیئات این عالم خواب میکند که بمنزله صدقه
و خیرات اصلاح خوابهای مکروه می نماید از اینجاست که فضایل و مرتبه و فواید توبه و استغفار
اندکی از بسیار بالا بیان کرده شد و طریق آن آنچه بتقاضای طبعی باستحسان خود رسید در همان
کتاب تطهیر الاسلام که ذکرش بالا گذشت از نجا معلوم گشت که التائب من الذنب
کمن لا ذنب له که چون بمفاد لفظ احببت کمال محبتش باظهار کنز مخفی تقاضا نمود یا سبب
برای اظهارش درکار شد که ضرورت برای اظهار آن باشد زیرا که لذت طعام در گرسنگی
و لطف آب سرد و شیرین در تشنگی است لهذا پیدا کردن این عالم غفلت و نفس لئیم و شیطان
بچنین شرور و فسادات که ظاهر است ضرور افتاد تا هر قدر که شدت تقاضای جوع و عطش
زیاده تر است لذت آب سرد و طعام لذیذ هم زیاده تر است چون درین تلذذ و حظوظ نفسانی
فسادات بسیار است که فساد گندم عبارت از همین است پس اینجا در فسادات غذا که هر گونه
علیه امراض جسمانی است برای اصلاح و علاج این هر گونه ادویات از نباتات و جمادات
و معدنیات پیدا کرد و برای آنهمه امراض روحانی که درین عالم خواب از شر نفس و شیطان
تولد میکنند فقط یک دوای کامل و حقیر و مختصر که فرد واحد است کافی و وافی شده و کنه ایشان
توبه است اندکی از صفت توبه که بالا گذشت نکته دیگر از تأثیر آتش که این وقت بر دل وارد
شده نیز تشبیهی دارد که هر دعا و دوا را در صورت استعمال و تعمیل اثرش و فایده اش میشود

میشود بخلاف این جبر و واحد که تاثیر این بر تمام امراض مهلکه روحانی و شر و نفسانی فسادات
شیطانی قبل از استعمال مجرد قصد و اراده همین که نیت توبه در دل گذراند بگوشت دل شنیدنی
و دل نهادنی بلکه دل دادنی است فایده یکی از تاثیرات توبه که فقط به نیت و اراده توبه میسر
میشود این است که حدیث صحیح از بخاری و مسلم در کتاب مشارق الانوار مسلم الثبوت است
که آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم سفر باید که شخصی ابو سعید نامی در زمانه یکی از انبیای سابق
بود نود و نه ۹۹ کس را بیگناه قتل کرده بر گناهان خود نادم شده باراده توبه پیش اعلم اهل
زمین برفت او بجانب راهب آن زمانه رهبری کرد آن قاتل پیش راهب رفته حال
قتل نود و نه ۹۹ کس وا نمود گفت که توبه من قبول است یا نه راهب گفت که قبول
نتواند بود آن خونی قاتل را تاب ضبط نیامد فورا راهب را قتل نمود که همگی صد این راهب
صد کس را بیگناه کشت [illegible] در مقام سراسری نباید گذشت در باب که این زاهد را
وقت [illegible] رهبانیت و تقوی و طهارت که راهب وقت بود محض بجرم همین یک حرف
که قبول توبه چنین جرایم سنگین واجب القصاص که حقوق عباد و خون ناحق بوده اند
استبعاد کرده بود فورا القتل رسید از اینجا مرتبه شان توابی و غفاری توان سنجید که در یا
[illegible] چنان [illegible] وارد الحکایت که آن قاتل خونی پیش راهب دیگر رفته
پرسید که با این همه جرایم امید توبه پذیری بوده است یا نه گفت نعم یعنی بلی بوده است
این درگاه [illegible] نومیدی نیست صد بار اگر توبه شکستی باز آ تا اینکه رهبری کرد
را بجانب کسانیکه در عبادت خدا مستغرق بودند بدین طریق که از جانب خانه آن عابدان
خدا است بجانب خانه خود رجوع نکنی که زمین معصیت است لیکن مجرم خونی بدین هدایت
باراده توبه بجانب بزرگان دین روانه شد که بمیان راه روح آن قاتل مجرم را قبض کردند

ندا آمد که ما کتبت یا قلم این را چنان پس رقم زد خامهٔ قدرت ما این حکم را که نصیبه
این رتبه شد بغیر دیگر پیغمبران وحی سبحان الذی اسری بعبده چون رسید بجانب آسمانی
شد از بیت المقدس تا کمال رتبه اش از عرش و کرسی و ملایک در گذشت قرب او
تا قاب قوسین است او ادنی بدان آمدیم بر اصل سخن که حدیث مذکور از مسلم و بخاری
در کتاب مشارق الانوار که معروف و مطبوع است مذکور است فلفظ تایبین ایمۀ نیست بلکه
باراده و نیت توبه با هم انبیای سابق است حکمت که باین است هر چه بصورت وقوع
توبه بمراتب از ان برتر است الحاصل که اشتغال غفلت و نفوس بشر را تشخص باید فتنه
فساد بهمین مصلحت آفریدیا سبب گناه بنی آدم شود و خواب غفلت بدین مصلحت آفرید
تا بصورت توبه و استغفار گناهان عالم خواب و غفلت را اعتباری باشد و بجمله توبه و استغفار
شان توابی و غفاری را جلوه دهد که عبارت از کشف همین [illegible]
از گناهان عالم خواب حسابی نگرفته سوای آمرزش گناهان همه سیئات [illegible]
چنانکه بیدار کند و کفاره خوابهای مستکره اشغال غفلت بصدقات و خیرات میکنند فافهم
از ینجاست که بر آوردن صدقات چه قدر تاکید است و اجر و ثوابات آن متواتر وارد اند
ان الله یاخذ الصدقات فیقع اعلی السیئات و در حدیث شریف وارد است که
الصدقة تقع فی ید الرحمن اینک اندکی از کیفیت و ماهیت و حکمت و مصلحت عالم خواب
و اسرار غفلت نشان داده شد اکنون اندکی از ان عالم بیداری هم باید شنید چنانکه بیداری از خواب
اشتغال از چشم گشادن است همچنان بیداری از عالم از چشم بند شدن است همین که این چشم ظاهر
بند شد آن چشم باطن گشاد پس باید دانست که مقابل اشتغال خواب از عالم بیداری است
چنانکه حقیقت اشتغال غفلت از چشم بستن و بیداری از چشم گشادن است همچنان مقابله

این بیداری ان عالم بیداری در چشم بستن است و وجود خواب در ان عالم بیداری صورت
نمی بندد زیرا که عالم بیداریست که گفته شده بخواب غفلت دنیا بسر بردم همه عمر
چو چشم بسته شود آنزمان شوم بیدار * شنوده اش در همین دنیا ببین که تا وقتیکه این چشم ظاهر کشاده
تمام دل و طبیعت و حواس خمسه بچیزهای همین عالم ظاهر مشغول و متعلق است همین این چشم
ظاهر بند کرده بسیر باطن متوجه شوی آن دیده باطن بکشاید که گفته اند * اسیر لذت تن
مانده و دگر نه ترا چه عیشها است که در ملک جان مهیا نیست * پس همچنان هرگاه که قطعاً
این چشم ظاهر بپرده موت بند شد آن چشم باطن خود بخود کشاده شد و بواقعی از این خواب غفلت
بیدار شدی در ان عالم بیداری و هوشیاری از دو حال خالی نیست یا آتش جهنم است که بر
روح و دل کار میکند و شرح عبارت از این است نار الله الموقدة التی تطلع
علی الافئدة الخ صفت این آتش است که از چشم دیدن کاری ندارد و کارش خاص بسوی
باطن است یا بعالم این راحت بهشت است آن راحت وجدانی هم بر دل کار میکند که به بیان نمی آید
لهم فیها فاکهة ولهم ما یدعون سلام قولا من رب رحیم شان این راحت
است و مفهوم معنی لهم ما یشاؤن فیها ولدینا مزید است و برای ایشان آنچه مزید کرده اند نفس بشر این
علم نداده اند و هنوز از دیده دل هم مخفی کرده اند که صفایش فلا تعلم نفس ما
اخفی لهم من قرة اعین پس این دو صورت بعد چشم بند شدن از این عالم خواب انعالم
بیداری مسلم است و آنچه در صفت این عالم غفلت بالا مذکور شد که سخن دیده را مز زیاد
نمی آید در ان عالم بیداری خلاف این است که هر جزئیات این عالم غفلت تماشا باد است
این را اندکی به بیان واضح بگویم تا نفس المدعا در خاطر نشیند لاجرم بگوش دل بشنوید
که آنچه از حال این عالم غفلت بالا گذشته شد بخود معلوم است که بیداری ارواح ازلی است

در عالم اجسام در قفس تن که چند روز گرفتار است بمصلحتش چگونه است که ذکر قدری در کتب
اخلاق عموماً و در تصانیف حجة الاسلام ابو حامد محمد غزالی علیه الرحمة مثل زاد الآخرة
منهاج السالکین و احیاء العلوم و کیمیای سعادت خصوصاً واضح تر است محتاج بیان
نبوده است و انسان معلوم و عقیده همین است که روح را فنا نبوده است بعد رهائی
ازین قفس تن بحیات جاودانی میرسد لیکن بتأثیر این عالم خواب حال روح اینست که هیچ
از آن عالم سابق یاد ندارد که قبل آمدن درین جسم خاکی کجا بود و چه حال داشت و چگونه
میگذرانید اینکه چه سبب است بلند و بالا تر است کسی را بسبب کمال غفلت از حال شکم مادر یاد
و ایام شیرخوارگی و صغر سن هم هیچ یاد و خبر نبوده است تا اینکه سخن دیروز امروز یاد نیست
و شعری که خود گفته ام خوب یاد دارم یا اوراد و وظایف که هر روز ورد او کنم یاد نمی آید
بعض وقت چنان سهو میشود که هرچند به فکر و غور یاد میکنم هرگز یاد نمی آید و بعد دیگر
خود بیاد می آید پس صورت غفلت که بشرط بسر میبرد بشر در این عالم غفلت است تحقیق آن
محتاج شرح و بیان نبوده است و کسی را که اندکی هم از آن عالم یاد دهانید در این عالم
نماند بقول سعدی که ع الست از ازل همچنان شان بگوش * بفریاد قالوا بلی در خروش
* یکی را درین بزم ساغر دهند * که داروی بیهوشیش در دهند * در تماشای کمال غفلت
اینست که اگر کسی فراموشی دیروزه این عالم را یاد دهاند گرچه آن هیچ وعده و اقرار کرده بود
البته بیاد می تواند آمد مگر فراموشی دیروزه آن عالم را اگر یاد هم دهانند که دیروز در
عالم ارواح بروز الست با تو چنان وعده پیمان آمده بود هرچند بمقام عقیدت تسلیم
تصدیق میکنند مگر بیاد هرگز نمی آید تا اینکه بمقام تصدیق و حسن عقیدت میگویند بیاد
چه میگوید که ع ما مستیان کوهی دل دادیم * اگر با مرغ شاخ درخت لا هوتیم الخ اگر پرسیده شود

که صورت و نقشهٔ آن کرسی و لباس و آن شاخ درخت لاهوت اگر یاد داری بیان کن که چگونه
است اما از یاد خود هیچ نتواند گفت بلکه بازی آنچه در کتب علما دیده و شنیده است بیان کند
ندارد از یاد خودش زیرا که اگر یادش بودی هوش گفتن این نظم موزون و درستی وزن نافهمیده
کجا بودی که تا از کجا خبرش خبرش باز نیامد پس اینکه حال بیننده غفلت صحیح ظاهر است
هر کس هیچ نمی‌دهد و هر کس بیدار اند اکنون بمقابلهٔ این حال آن عالم بیدار باید شنید که بعد
بند شدن چشم حیات از پردهٔ مرگ عالم بیداری است در آن عالم بیداری و هوشیاری
یک یک حرکت و سکون و یک یک سخن نیک و بد و هر جزئیات خورد و نوش این عالم خواب
صحیح تمام یاد خواهد آمد چنانکه خوابهای این دنیا بعد بیدار شدن اکثر یاد می‌باشند که بیان
میکنند و تعبیرات هم میدهند بلکه در بین بیداری دنیا هم می‌کنند در عالم خواب هرگز یاد
نمی‌مانند مثلاً کسی از عزیزان و اقربا و دوست و آشنا در دنیا بعد مرگش بخواب بیند هرگز
یادش نمی‌آید که از مرگ آن کس سالها گذشته اند که خود گور و کفن کرده فاتحه بر قبرش خوانده ام
اکنون چگونه زنده خویش و خورد سخن میکند زیرا که اگر از حال مرگش در آن عالم رؤیا یاد
آمدی البته متحیر شدی و از حالش پرسیدی که ترا از دست خود گور و کفن کرده ام اکنون
چگونه زنده بنشسته‌ای همین که این خواب بیننده بیدار شد همه حکایت خواب که با مرده
سخنها گفته و شنیده بود تمام یاد است پس این مضمون مشهور است از این که مضامین
عالم خواب در بیداری یاد می‌باشد مگر مضامین آن عالم بیداری در این عالم خواب که نامش
دنیا است چگونه یاد توانند ماند این نمود صحیح که موافق عقل است عقل هر کس می‌باید
اکنون نقل نص قرآنی هم باید شنید که او تعالی جل شانه در مصحف عزیز خبر میدهد که اهل جنت
میوه‌های بهشت خورده محظوظ شده با یکدیگر خواهند گفت که این میوه مثل انارها

خرما یا انگور بوده است که در دنیا مثل این میخوردیم کما قال عز وجل کلما رزقوا
منها من ثمرة رزقا قالوا هذا الذی رزقنا من قبل یعنی اهل بهشت
هرگاه از فواکه و میوه های بهشت خواهند خورد باهمدیگر خواهند گفت که هذا الذی
رزقنا من قبل یعنی این آن میوه است که پیش ازین در دنیا میخوردیم پس اگر بهر چیزها
این دنیا در انعالم بیداری یاد نداشته باشند چگونه همچو تشابهی در بهشت توانند کرد
ازینجا است که در انعالم بیداری یک مقام خاص برای معرفت و شناسائی و گفتگوی
همدیگر معین است که نامش اعراف است وجه تسمیه اعراف همین است که باهمدیگر تعارف
و شناسائیها در انمقام میباشد که میفرماید ونادی اصحاب الاعراف رجالا یعرفونهم
بسیماهم یعنی ندا خواهند کرد اصحاب اعراف آن مردانرا که خواهند شناخت آنهارا
بدیدن چهره ها و نشانها آشنا و یار میفرماید ونادی اصحاب النار اصحاب الجنة
و نیز میفرماید ونادی اصحاب الجنة اصحاب النار علی هذا سورهٔ اعراف به بیان همین
شناسائیها همدیگر و گفتگوهای یکدیگر است که محتاج بیان نبوده است وهم ازینجا است
که میفرماید یومئذ یتذکر الانسان وانی له الذکری یعنی در انوقت انسان از
خواب غفلت بیدار شده پندپذیر خواهد شد و کجا مفید است در انوقت پندپذیری او و نیز
وارد است که در انعالم بیدار هریک از غفلتهای اینعالم بیدار شده بکمال حسرت خواهد گفت که
یالیتنی قدمت لحیاتی یعنی ای کاش که باز در دنیا زنده میشدیم که ترک معاصی و توبه نموده
تلافی همه غفلتها تدارک میکردیم پس اگر نافرمانی و غفلتهای اینعالم غفلت و ترک
عبادات و حسنات از نهایت غفلت در انعالم بیداری یکیک بیاد نخواهند آمد پس حسرت
و تغابن چه خواهد بود که همین یاد آمدنش مایه اشتعال آتش حسرت است که تا

دوزخ است وهمین یادآمدن ناکامیهای دنیا وهجر وسیما ازنعمت های دنیا بدیدن فور
وحوریهای میوه های بهشت فائده وصل بعد هجران ولذت آب طعام در گرسنگی وتشنگی
خواهد بخشید که نامش بهشت است پس عمده ترین حکمت ومصلحت الهی در غفلتهای این
عالم خواب وهوشیاریهای آن عالم بیداری صحیح تر اینست که لذت آب طعام در گرسنگی
وتشنگی است چنانکه قدر وصل بعد هجران وقدر صحت بعد بیماری وقدر عافیت بعد مصیبت
است پس در گرسنگی وتشنگی در صورت نایابی می باشد که در صورت یاب بودن بیقدری
همین آب سرد در سرما ظاهر است ودر حالت نایابی قدرش در گرما باهر هیجان بیقدری
وصل معشوق در حالت امتداد مدت وصل ظاهر که از صورت وقرب زن نفرت میشود
حتی که مجنون هم لیلی را بعد امتداد مدت وصل پس از سه سال بعد نکاح طلاق داده بود
که در مدت وصل شب وروز سه ساله آنقدر سیری شده بود که نوبت بطلاقش رسید
وقت بعد طلاق نکاح لیلی با دگری شد واز مجنون افتراق وجدائی قطعی واقع شد باز هیجان
عشق سابق بسبب نایابی هیجان جوش زد که کار به دیوانگی وبادیه گردی کشید اینهمه
بادیه پیمائی او وجنون او چنانکه معروف است بعد طلاق لیلی واقع شده است که آخر کار
بکمال سعی وکوشش های ابو عتیق فرزند خلف حضرت صدیق اکبر رضی الله عنهما بکمال
تفقدات وحسن تدابیر حضرت امام حسن علیه السلام از شوهر ثانی طلاق یافته بار دیگر
بنکاح مجنون در آمد هر چند این روایت صحیح خلاف مثنویات متعارفه است مگر صحیح
همین است که یکی از شعرای متاخرین که تخلص ناصر است از تاریخ معتبر عربی بمحض
بنظر صحت روایت با وجود بودن مثنویات کثیره از استادان سابق خوش نظم
کرده است ووجه نبودن این روایت صحیح در مثنویات استادان عجمان می نویسد

که در ان مثنویات نظر بر بیان شورش های عشق بوده است نه اظهار تاریخ دانی چنانکه
مثنوی زلیخای جامی که آنچه از عجائب قدرتهای الهی صورت ملاقات پدر و سجده کردن
و مصالحه و عفو و استغفار برادران و شناسائی همدیگر میان برادران و اتهام دزدی
به برادر حقیقی یا بسته پیمانه کیل زرین که تصریح و تفصیل تمام در سوره یوسف در قصص شده است
هیچ ازین مضامین در زلیخای جامی منظوم ننموده است بخلاف این حکایات
شورش و بیقراریهای زلیخا که در کلام الله نبوده است محض مبالغه شاعرانه و فقره
بوده است که محتاج بیان نیست از اینجا است که حال همه مثنویات عاشقانه و مثل
لیلی و مجنون هم برین نمط توان دانست که عاشقان و شاعران را تحقیقات کا
سه برآورده و لاف هستی کرده آدم بر اصل سخن اصلی که بدون درد هجران قدر لذت
وصل ننموده است که کسی قیمت تندرستی نشناخته که بیمار و رنجور نشده
پس هر نعمت و دولت این دنیای فانی که زوالش در پی است بسبب کثرت و
اندک استعداد و عارضی او قدر و لذتش در دل نمی ماند که بمنزله عادت میشود و کیفیت که
نعمتها و لذتهای آن عالم جاودانی که هرگز بیم زوال ندارند بسبب بهشت کثرت و افراط
هر نعمت که تصور کرده آید فقط هر دوام آن نیز یقینی پس اگر از ان سیری و تسکین نشد
اینهم مرض و کمال مصیبت و بلا است که چون مرض جوع البقر و استسقا با همراه طعام
سیر نشدن نعمتهای مصیبت و آزار است و شان بهشت است که در وی هیچگونه بلائی
و آزاری نباشد که گفته اند بهشت آنجا که آزاری نباشد کسی را با کسی کاری نباشد
لاجرم سیری و تسکین از ان نعمتها بهر نمط ضروری باشد که از لوازم بهشت است و در بهشت
سیری آن لذت و قدر آب و طعام که در گرسنگی و تشنگی است و لذت وصل

بعد ہجران کجا که عادت وسیری است که از مزید عادت در ادویات وسمیات ومسکرات
بر طبایع عادت پذیر تاثیر باقی نمی ماند که دوا ہم از کثرت ومداومت غذا میشود وفایده
دوا کمتر می بخشد فکیف کان کذا پس از اینجا فواید فراموشی وغفلتهای این عالم غفلت که
ہیچ از ان عالم بیداری یاد نمی آید وہم فواید بیداریهای آن عالم بیداری که یک یک
از حالات ومعاملات وتجربات این عالم بیاد خواہد آمد بدیده دل توان دید وبخشید وفہمید
آری دران عالم بیداری که یکایک از مصائب وتکالیف وگرسنگی وتشنگی وتهیدستی ومحتاجی
وصدمات درد ہجران وبیماریها وہر گونه مصائب والام این دار المحن والبلیات که طاعم
وباہراند وہیچ فرد بشر در ہیچ حال بقدر حال خودش از ان خالی نبوده است ہر دم یاد
دیکایک بدیده دل پیش نظر خواہند بود خصوصا ہنگام دیدن ہر گونه نعمای حاصله بہشت
بیاد خواہند آمد که این ہمان نعمت ہا است که در دنیا بحسرت آن می مردیم ونمییافتیم پس
این یاد آمدن لامحاله فایده لذت وصل بعد ہجران وآب وطعام ورجوع عطش وگرسنگی خواہد بخشید
که سفیر باید کُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ یعنی بخورید و
بیاشامید خوشگوار بامزه بعوض آن نعمت ہای دنیا که نیافته بودید در ایام خالیه دنیا وبحسرت
گذرانیدید بدیدت العمر خود در دنیا واین یاد آمدن ہر نعمت دنیا از ان آیه کریمه ثابت است
که بالا مرقوم است یعنی قَالُوا هَٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ الم ہمچنان بمقابلا این ملاحظه
درکار است که اگر ذره ہم از لذتهای آن عالم ارواح درین عالم غفلت بیاد آید یکساعت ہم زندگی
دنیا وبال جان شود وہرگز بر ہیچ چیز از نعمت ہای دنیا دل نه نشیند واین ہمه کاروبار عالم
غفلت برہم خورد وکسانی را که اندکی یاد آمده است بیشتر حال ترک وتجرید آنها نخاصه سفیر شنید
که الست از ازل ہمچنان شان بگوش ہے بقیر یاد قالوا بلی ورخروش ہے مرتبه یاد انعام

از بس بلند است کسانیکه بگوش یقین شنیده اند گفته اند ﴿ ما شیمان کوی دلداریم
رخ بدنیا و دین نمی آریم ﴾ پس مصلحت مقتضای این عالم غفلت و هوشیاری های
آن عالم بیداری از همین جا توان دید و نظیر این که چشم هر یک نظر می آرد پیشتر بیان کرده شد
که در همین زندگانی دنیا دیده می شود یعنی خوابهائی که در دنیا هنگام خفتن می بینیم بعد بیداری
تمامتر یاد اند که بیان میکنیم و تعبیرات می جوییم و کارهائی که در بیداری دنیا میکنیم هنگام حالت
خفتن و خواب دیدن بیاد نمی آید حتی که عزیزان اقربا و فرزندان و دوستان را پس از مردن
آنها بخواب می بینیم و همچنانکه بخواب بیداریم و مکالمه با هم میکنیم و اینقدر در آن عالم خواب
بیاد نمی آید که این کس وفات یافته بود و ما خودمان سر قبرش گریسته ایم اکنون چگونه زنده
پیش ما نشسته سخنان میکند در عالم زندگی هر چند از حالات ولادت و رضاعت تا دوران
رفتگان بیاد میدهند که تو چنین و چنان حال داشتی لکن من هر چند [illegible] او بیان [illegible]
یکیک را تصدیق و یقین میکنیم لیکن ممکن نیست که مثل گرهمیات زمانه ادراک آنهمه [illegible]
هم بیاد تواند آمد پس این تاثیر عالم غفلت که صحیح و ظاهر معاینه هر فرد بشر است همانا همه
معاملات جزو کل که در این عالم غفلت بیاد و دل هم یاد نمی آیند در آن عالم بیداری خود بخود بیاد
خواهند آمد که عالم بیداریست پس در این عالم غفلات اینقدر هم بیداری هرگز باختیار خود
نبوده است که بعض هوشیاران کامل و حکمای الهی سابق را از جانب الله حاصل بود آن هو
هوشیاری کامل مایه برهمی این عالم غفلت است چنانکه بالا بشرح و بسط تمام شرح داده شد از اینجا
که در شرع هم همچو هوشیاری حکم نبوده است که تکلیف ما لا یطاق است باراده و اختیار خود
که لا یکلف الله نفسا الا وسعها آمده است بقدر طاقت بشری البته حکم [illegible]
در آنهم هر گونه آسانیها و عذرات مسموع است که یرید الله بکم الیسر و لا یرید بکم العسر

اسرار غفلت

پس همین قدر بیداری را که در این عالم غفلت باختیار و امکان بشر ممکن است شریعت نام است
و اجرای همین انتباه و اجرای احکام شریعت بیدارکن است و چهار انبیا در این عالم خواب آمده اند
و علمای راسخون فی العلم را انتهائی نیست پس هم اگر بقدر امکان و اختیار خود بیدار نشویم
و آنقدر در این عالم غفلت بیهوش باشیم که بدون توبه از این جهان رویم تا در آن عالم بیداری
تعبیرات همچو خوابهای خطرناک خود ظاهر است لاجرم در این عالم چنان زیست باید هم کرد که
خوابهای درست و نیک بیند و در آن عالم از تعبیرات نیک بهره مند شوم چنانکه در این عالم چنانچه
اگر خوابهای نیک می بینیم از برکات و ثمرات و تعبیرات آن در همین عالم بعد بیداری بهره مند
میشویم چنانکه بالا تشریح تمام مذکور شد پس در این عالم غفلت این بیداری ظاهر را که شریعت
نام است همین تمام شریعت را از عبادات و اعمال اگر بحکم شارع درست بجا آورد و اسرار آن
خدا است که باطنش را از ظاهر بیدار کند که وَالَّذِینَ جَاهَدُوا فِینَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا
پس معلوم باید کرد که بیاری طهارت ظاهر و باطن نیز فرق کند ظاهر پس طهارت ظاهر از شریعت
نام است طریقش از غسل و وضو و استنجا وغیره که در کتب فقه و رسایل مختصر و نظم و نثر آورده
و فارسی متعارف است محتاج بیان نبود است شریعت بمنزله لفظ و عبارت است و باطن شریعت
را طریقت نام است صورت طهارت و غسل باطن از توبه و استغفار و تقوی و پرهیزگاری است
که اندکی از فواید توبه و استغفار بالا مذکور شد و طریق وضو و غسل باطن که هرگز خیال توبه شکنی
بخاطر نه آید و بنای توبه را باطل نکند در کتاب تطهیر الاسلام نشان داده شد و باطن طریقت
را حقیقت نام است و باطن حقیقت را که حقیقت الحقیقت است معرفت نام است که شرح
این پس دوباره اندکی در کتاب مشاهدة الحق که از ضمیمه تطهیر الاسلام است از جا همین نام
بر آورده اند پس شریعت بمنزله لفظ و طریقت بمنزله معنی و حقیقت بمنزله مدعا و معرفت بمنزله

فس المدعا است مقام شریعت یقین است و مقام طریقت علم الیقین و مقام حقیقت عین الیقین
و مقام معرفت حق الیقین است که عقل و علم را در اینجا بار نیست کر گفته اند ہ این عجب ابدی
که در پیش آمده است ٭ عقل مفلس علم درویش آمده است ٭ زیرا که ہ عقل انسانی پر ز
خطاست ٭ آنچه در عقل ناید آن خداست ٭ چنانکه کار افتاده شیراز گفته که ہ دگر کسب
عقل را چو نیست ٭ عنانش بگیر و تحیر الیست ٭ پس شریعت عالم ناسوت است که یقین در اینجا
در کار و طریقت عالم ملکوت است در اینجا کار العلم الیقین است و حقیقت مقام جبروت که سر به
عین الیقین است و معرفت عالم لاهوت است که عین عین الیقین مقام عشق و محبت است که
کار افتاده شیراز اشاره بهمین مقام کرده است ہ از اینجا ببال محبت پری ٭ و فرق میان
عشق و محبت دراز است که اندکی بقدر مساعدت وقت و امداد روح الارواح از خامهٔ
این سیه نامه در کتاب تطهیر الاسلام برآورده اند شرح این بس دراز است این رساله مختصر
به بیان آن نرسیم تا بدانکی از مرتبه و ماهیت و مقام عقل و عشق در کتابیکه نامش عقل و
عشق است و نیز شان مرتبه محبت که از مقام عشق بالاتر است در کتاب دستور المحبت از روی
آیات قرآنی بلطف تمام ازین خامه برآورده اند فلینظر ثمه پس بدانکه ابتدای بنای کار ظاهر
در عالم ظاهر بر شریعت ظاهر است و بر همین کار نفس بشر مامور است و هرگز معاف و معذور
نبوده است مگر بعذرات شرعی که قضا و کفاره آن آمده ان کنتم مریضا او علی سفر فعدة
من ایام اخر یا مثل اعذر نابینا و شکسته پا و مریض هم بقدر احوالهم قبول است و زیاده از حد
طاقت تکلیف نبوده است که پیغمبر باید لیس علی الاعمی حرج ولا علی الاعرج حرج
ولا علی المریض حرج پس هرگاه که این بنای شریعت موافق کتاب و سنت درست شد
کار انسان تا همین جا است و بهمین مامور و مخلوق است و همه انبیا و کتب سمانی همین

احکام شریعت نازل اند چون در مقام شریعت قایم و مستقل شده مرتبهٔ ایمان را که صرف
از گرویدگی و محبت است بتکمیل رسانید بمقامات بالاتر که حقیقت و محبت است رسانیدن
کار اوست که پیغمبر با بیان إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ
وُدًّا ۝ ازینجاست که شیخ مصرع در شعر کار افتاده نیز ازین نمط ضم کرده شده اختیاری
محبت او نیست ٭ تا که خود جذبهٔ از آن سو نیست ٭ آدمی را مجال و قابو نیست ٭ این
سعادت بزور بازو نیست ٭ تا نه بخشد خدای بخشنده ٭ پس کار انسان بقدر اختیار در مقامات
شریعت است تا امکان خود دست از طلب نکشد حاصل شدن مطلوب باختیار مطلوب
است که مصرعه با چسپانیده شده ٭ خون دل در ره طلب خوردن ٭ به که از ناامیدی
افسردن ٭ دل نباید درین ره آزردن ٭ گر نشاید بدوست ره بردن ٭ شرط یاریست
در طلب مردن ٭ پس مثال دیگر در مقام شریعت اینست که هرگاه در طعام هر گونه مصالح
و نمک و روغن و زیت و غیره حسب دستور درست است کار طباخ تا همین جا است همین است شریعت
تام است در صورت درستی این کار طباخ درستی ذائقه هم یقینی است این ذائقه را طریقت
و حقیقت تام است درینجا نکتهٔ باریک کار افتادگان خیال یافته اند که همین طعام را اگر با دستی
همه مصالح طباخ به بیدلی بنیت تصرف و تغلب بخت هرگز ذائقه این بآن نمیرسد که
زن منکوحه خانه بکمال محبت در آب و نمک از دست خود می پزد این نکته امتحان رسیده
را هر که خواهد بجای خود امتحان کرده گیرد پس کار ظاهر شریعت همین کار ظاهر است
و کار باطن شریعت کار دل است که نامش محبت است پس عبادت بمحبت در کار است
نه بطور عادت آبائی و رسم پدری که گفته شده ٭ این طاعت من که عادت آبائی است
٭ رسم پدری بود عبادت نبود ٭ گر از طمع بهشت طاعت کردم ٭ این خود غرض

طاعت نبود ✽ در خوف سقر سبب بود طاعت را ✽ جبری حرکت بود ارادت نبود ✽
زین خوف طمع اگر بود منزد لیست ✽ گو مزد بود ولی محبت نبود ✽ در خوف حجاب و
طمع دیدار است ✽ البته بجز کمال غفلت نبود ✽ آن خوف و طمع که خوانده در قرآن ✽
اینست مراد باز جنت نبود ✽ از ینجاست که میفرماید وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اِنَّ
رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ پس این آتش عشق و محبت را در پردهٔ شریعت پنهان
کردن از ضروریات اینعالم غفلت است و اگر درین پردهٔ شریعت ضبط کردن نتوانسته
تا مثل منصور و شمس تبریز از احکام شریعت مرفوع القلم شده از ین عالم غفلت بدر جسته
یا مبتلا شد و بزیر تازیانهٔ شریعت تا سیب باشند که حکایات آنها معروف اند پس اگر
هر فرد بشر بهمین هوشیاری باطن مکلف باشند تا همه کارخانهٔ اینعالم غفلت برهم خورد
از ینجاست که هوشیاران دانا هم برعایت حفظ اینعالم غفلت درین پردهٔ شریعت
دیده و دانسته غافلانه بتغافل بسر برده اند و قول فیصل درینمقام از مضمون این قطعه
موزون توان فهمید که گفته شد قطعه در بیان طریق بسر بردن درین عالم غفلت

قناعت کن فقط بر شرع گر دنیا و دین خواهی
و گر چیزی دگر خواهی بیا در عالم دیگر
جهان هم یک مکان باشد برو دل بستنی نبود
اگر چه عقل و علم شرع ساقط می شود از و
یقین علم الیقین عین الیقین شد انتهائی او
چو عاشق گم در و شد پس که شارع حکم فرماید
بود در شرع هم تکلیف تا باشد خودی باقی

که اهل الجنة بلهٔ عبارت از همین باشد
که آنجا عشق در کار است عاقل نیز چنین باشد
بود اهل خدا عاقل که مشتاق مکین باشد
که عقل شرع ظاهر بین و عقلش دوربین باشد
مقام عشق زین برتر بود حق الیقین باشد
بجز یا هو و یا من هو نه آن باشد نه این باشد
خودی هم چون درو گم شد چه تکلیف اندرین باشد

طعام است که فویل للمصلین الذین هم عن صلوتهم ساهون کما ای جره
اشاره از همین مقام است پس درین طعام شریعت که عبادت ظاهر است آتش محبت
درکار است نه طمع بهشت و خوف دوزخ که آن ضرور نیست نه به اکراه و کسل و کاهلی
و بیدلی که آن ذات غنی بهیچ عبادت پروا ندارد که پیغمبر باید واذا قاموا الی الصلوة
قاموا کسالی مذبذبین بین ذلک لا الی هؤلاء ولا الی هؤلاء لاجرم
لاجرم همین محبت مغز جان عین ایمان است که پیغمبر باید والذین امنوا اشد
حبا لله همین آتش محبت هرگاه تیز شده از حد اعتدال درگذشته احتراق پیدا کرد
نامش عشق است چون عشق آید همه طعام شریعت محترق شده از ذائقه اعتدال بدر شد
وکارش بجذب کشید که دران حال از پرده شریعت برآمده از وزن عقل جدا افتاده باید
برهمی این عالم غفلت و شریعت نشود لاجرم این را داخل مرض نوشته اند و فسادات
و لغزشات این بسیار است که دام ابلیس است درینجا فریبهای نفس بسیار چنان که
در قطعه مرقومه بالا نوشته شده ع زحد شرع گر بیرون قدم زد دام ابلیس است ** مجذوب
اینجا فریب نفس زندقی همین باشد ** پس رساننده بمنزل مقصود محبت است نه عشق
است که مفهوم معنی یحبهم و یحبونه والذین امنوا اشد حبا لله ط
ازینمقام خبر میدهد که گفته شد از مثنوی منظومه ع از محبت بنای عالم کرد ** از محبت
خلق آدم کرد ** از محبت بود پیدا راز ** و یحبونهم کحب الله ** این محبت که
شان معرفت است ** کنت کنزا دلیل این صفت است ** کس نشد از محبتش
آگاه ** جز حبیب خدا رسول الله ** ذات پاکش محبت مطلق ** مظهری باشد از
محبت حق ** شد چو محبت از سببش ** زان حبیب خدا بود لقبش ** زاده الله

فی محبته خصص لله فی مودته ط المختصر کہ شان محبت بس بلند است و کتاب اسرار المحبت و اسرار الحکمت و اسرار العشق بسطے تمام یافتہ این عجالہ المختصر تصریح آن برنمی تابد آخر کار مفسران چنان بردل کشادند کہ وفور محبت را عشق نام نبوده است بلکہ عشق و محبت باہم متضاد و متناقض اند صفت محبت دیگر است و شان عشق دیگر کہ عکس آنست این را ختلت گویند کمال عقل و شریعت با محبت شریک است و از عشق از اول منزل جدا است پس فرق میان عشق و محبت از ہمین جا پیدا است ہرگاہ عشق آمد آداب احکام شریعت را خلل نماند و محبت عین اتباع شریعت است و شریعت عین عقل است پس اگر محبت درکار است تبعیت شریعت ضرور است کہ پیغمبر باید قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله ط پس از ہمین جا توان دانست کہ عشق با محبت در حالت واحد جمع نتواند شد کہ جمع ضدین محال است و شرح این بس دراز است کہ بقدر امداد روح الارواح در کتاب طہیر الاسلام صورت فرق میان عشق و محبت واضح تر ظاہر شدہ است من اراد الاطلاع علیہ فلیرجع الیہ انیکہ اسرار غفلت را قید خانہ مومن و جنت کافر گفتہ اند کہ در خبر آمدہ است الدنیا سجن المومنین و جنت الکافرین در اکتشاف این نکتہ باریک بسا دل در گرو ماند و کار بجائے نرسید یعنی مومن اگرچہ فاسق و گنہگار باشد مگر بمقابلہ کفر البتہ ایمان را شرف بسیار است باز چرا باہمہ شرف ایمان استحقاق سجن در دنیا لم سپرسانید و کافر را باہمہ کفر و شرک اگر خیرات حسنات و خیرات و صدقات بعمل آوردہ باشد بر دولت ایمان چگونہ ترجیح تواند یافت باہمہ کفر و شرک دنیا برای او جنت نقد گردید و مومن را باہمہ ایمان و اسلام سجن نقد نسیہ گردید کہ در عاقبت ہم از مواخذات اخروی اطمینان حصول جنت بوثوق نیست

وگر بالعکس باشد عکس باشد
مقید زین نمط در سجن دنیاست
مقدم فکر ایشان ای ظهیر است

تو خود بنگر زین دو وجه اولی را
وگر بیرون ز قید بندگی شد
که در هر دو جهان کار تو بالاست

ز قید بندگی هر کس که آمد
شکار زیافته چون شیخ صحرا است
ای عزیز چون سخن بدینجا کشید

اکنون صورت و نقشه تصویر و حلیه این عالم غفلت نیز بدیده دل دیدنی است که سخن کشید
بسیار نگر و دل سخن پذیر در کار نابینایان غافلان عالم خواب که بکنه حکمتش و مصلحتش نمیرسیم
آنچه خلاف فهم ناقص خود می‌بینیم بران انکار و اعتراض میکنیم که چرا چنین شد حال آنکه آنچه شده
و میشود و خواهد شد همه فعل و حکمت آن حکیم مطلق عین حکمت و مصلحت است که نابینایان
غافل قصور فهم خود نمی‌بینیم و از نافهمیها انکار میکنیم پس صورت واقعی اینست که بصورت
موزون ادا میشود قطعه ضمیمه قطعه مبسوطه صراط المستقیم در بیان مصلحت حکمتهای
حکیم مطلق که در چون غفلت بدیده نابینایان غافل در نمی‌آید

حکیم عاقل و کامل فهیم و کارشناس — بنا نمود مکانات و قصر و باغ و بهار
ز شیشه آئینه گلدسته‌ها و تصویرات — بهر کجا که مناسب نمود و بهر نگار
ز آبگینه و آلات شیشه هر گردان — ز فرش و کرسی و مسند مرتب و تیار
حباب شیشه بجائی و شمعدان جائے — بجای خود همه گلدسته‌های نادره کار
بهر طریق که اوسے الے نمود و تحسین — تمام خانه بیاراست از در و دیوار
در آن مکان چو در آمد کدام نابینا — ندید شیشه و گلدسته را و هم رفتار
چو خورد پایش بچیزی و پاش پاش شد — بگفت این چه بود بی محل براه گذار
چه نامناسب و بیموقع است این فانوس — که راه رفتن مردم شد است زین دشوار
چو باز چند قدم پیش رفت و خورد و شکست — نمود باز بیان اعتراض چند بار

غرض بہ کم نظری خویش کم نظر دارد   تمام شکوۂ بیجا بصانعش ہر بار
ببینہ است بدینگونہ حال ما مردم   کہ حکمتش چو نفہمم بران کنم انکار
کجاست چشم کہ بیند بدیدۂ ادراک   کہ کار صانع مطلق اگر شود بیکار
چو حکمتش تو ندانی ہمین بدان بارے   کہ ہست کار جہان کارساز کارگذار
ہمین عقیدۂ خود دار و اعتراض مکن   تمام مصلحتش دان و مجبری بردار
چو ما ہر آنچہ کہ از دست خویش میسازیم   بدون علت غائی نباشد آن زنہار
پس آنکہ ہست چنان صانع حکیم و علیم   غضب کہ صنعت او را گمان بری بیکار
مباش مورد معنی کان انہم آسحیے   بسان کور مکن اعتراض ای ہشیار
غرض کہ فعل تو ہست آنچہ ای حکیم خوش است   تمام مصلحت و خیر و حکمت است آن کار
بلی ز نفس من البتہ قہر و ظلم بود   فَمِن نَّفْسِكَ از ین معنی است خود اشعار
وَمَا اَصَابَكَ مِن سَيِّئَةٍ فَمِن نَّفْسِكَ   صریح تر بود از شر نفس من اشعار
بہیچ حال کس از رحمت تو خالی نیست   مگر کنی بدو صورت ز رحمت اظہار
یکے بحسب تمنا و خواہش دل من   کز ان شرور و مسرت مرا شود بسیار
چو آن علاج کہ مطبوع طبع من باشد   خورم برغبت خاطر ز بسکہ ہست گوار
یکے بمصلحت خود خلاف خواہش من   بجبر و کرہ بحکم عیان کنی آثار
چو آن دوا کہ بود تلخ و ناگوار بدل   مگر حکیم خوراند بتلخی و اجبار
بجبر گر بخوراند مریض را ضرر است   طبیب را چہ ضرر گر نمی خورد بیمار
ز جبر کردن تو ہست جبر نقصانم   کمال رحمت تست اینکہ میکنی اجبار
دوای خوش مزہ را نام کردہ ام رحمت   دوای تلخ بلا و مصیبت و آزار

غفلت
اسرار

چنانکه در نگرم هر دو رحمت است دوا
دوای تلخ بود بلکه نافع است شیرین
پس آنچه نام بلا کرده ام چه تلخ دوا است
وز آنچه نام رحمت بود لذیذ دوا است
ز خیران خبری وا دیکی هوا شتبا
زهر چه هست وزان آرزوی نفس شریر
خلاف نفس نیست آنچه محض رحمت است
ولی چو مصلحت آن بفهم من ناید
که طفل را چه معلم دهد سیاست کم
دگر کند پی تعلیم رحمت تادیبش
اگرچه جور معلم کمال مرحمت است
ولی چو طفل نفهمد بجای ظلم شناسد است
اگر رسد چو جوان طفل یابد شعور
شود به طفل شبیه چو عقل و هوش آرد
بخواب و غفلت و بازی بسر برم همه عمر
بجز ندامت و حسرت چه میتوانم کرد
غضب که رحمت محض است را غضب دانم
هوای نفس نیست آنچه رحمتش دانم
تمام عمر بسر می برم درین غلطی

ولی چو نفع ندانم کنم ز تلخ انکار
که آن زرای طبیب است نه خواهش بیمار
که نفس را بود انکار و نفع آن بسیار
که حظ نفس بود لیک جانب اضرار
ز شر این بعیسی آن تحقیق است اشعار
بخیر و شر بود آن مشتبه با خبر کار
سوای مصلحت خیر نیست آن زنهار
بلا و قهر نهم نام و هم شوم بیزار
چو حسب خواهش نفس است ساز و ابشار
چو نفع آن نشناسد ازان بگریزد زار
تمام خواهش نفس است مایه اضرار
نه از منافع خود آگهی بود نه مضار
در آن زمان نشناسد که چیست نافع و ضار
سحر که تا دم آخر نمی شوم هشیار
چو چشم بند شود آن زمان شوم بیدار
در آن زمان که ز حسرت نمی شاید کار
بجای شکر کنم شکوه آن لیل و نهار
بجای گریه نمایم مسرت بسیار
چه بود گر متنبه شوم برون ز شمار